प्रो:- शेख मोहम्मद ज़ाहेद मोहम्मद नासेर
मो नं:- 9665824407
चॉईस मेडिकल & जनरल स्टोर्स
چوائس میڈیکل اینڈجنرل اسٹورس
मानसी मॉल जवळ, बलभीम चौक बीड مانسی مال کے قریب، بلبھیم چوک بیڑ

SINCE: 2001 WITH POSITIVE VALUES
TAMIR -E- SIASAT
تعمیر سیاست

Editor in chief :Quazi Makhdoom 9270574444
Tameerurdu@gmail.com
ایڈیٹران چیف: قاضی مخدوم

RNI.NO.MAHURD/2017/72712 / Vol:08 / Issue : 32 Sunday 2nd February 2025 / Rs.2 / Pages: 4 / www.dailytameer.com / جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۲ ۳۲ مورخہ، ۲ر فروری ۲۰۲۵ء، بروز اتوار، ۲ر شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ، قیمت ۲ر روپے، صفحات: ۴

مرکزی سرکار کا بجٹ پیش مڈل کلاس کو تاریخی تحفہ دینے کا دعویٰ

سالانہ 12 لاکھ کی آمدنی پر کوئی ٹیکس نہیں، کانگریس کو پسند نہیں آیا عام بجٹ، عام آدمی کیلئے غیر مفید قرار دیا

نئی دہلی، یکم فروری: (ان/ایجنسیز) مرکزی وزیر خزانہ نے عام بجٹ میں خاص اعلان کرتے ہوئے ٹیکس کے معاملے میں مڈل کلاس کو بڑی راحت دی ہے۔ وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے بڑا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اب 12 لاکھ روپے کی سالانہ آمدنی پر کوئی ٹیکس ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تبدیلی نئے ٹیکس نظام کے تحت کی گئی ہے۔ اس سے پہلے 7 لاکھ روپے کی آمدنی پر کوئی ٹیکس نہیں دینا پڑتا تھا۔ اسٹینڈرڈ ڈی ڈکشن صرف 000,75 روپے رکھی گئی ہے۔ اب 24 لاکھ روپے کی آمدنی پر 30 فیصد ٹیکس لگے گا۔ 75 ہزار روپے تک اسٹینڈرڈ ڈی ڈکشن پر چھوٹ ہوگی۔ اس کے علاوہ 15-20 لاکھ روپے کی آمدنی پر 20 فیصد ٹیکس ہوگا۔ 8 سے 12 لاکھ روپے کی آمدنی پر 10 فیصد انکم ٹیکس ہوگا۔ وزیر خزانہ نرملا سیتارمن کے اس بڑے اعلان کے بعد متوسط طبقے کو بڑی راحت ملی ہے۔ اگر کوئی شخص 12 لاکھ روپے سالانہ تک کماتا ہے تو اسے ایک روپیہ بھی ٹیکس ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر یہ ایک روپیہ بھی 12 لاکھ روپے سے زیادہ ہے تو ٹیکس ادا کرنا ہوگا۔ سال 1997 میں اس وقت کے وزیر خزانہ پی چدمبرم نے انکم ٹیکس کی شرحوں میں اہم تبدیلیاں کیں تھیں۔ اس سال 5 لاکھ روپے سے زیادہ کی آمدنی پر 40 فیصد ٹیکس لگایا گیا جو اس وقت سب سے زیادہ تھا۔ مالی سال 2009-10 میں حکومت نے پرسنل انکم ٹیکس پر عائد سرچارج کو ختم کر دیا۔ تاہم، اس کے بعد 2010-11 میں، 10 لاکھ روپے سے زیادہ کی آمدنی پر 10 فیصد کا سرچارج لگایا گیا۔ سال 2014 میں نریندر مودی حکومت نے ایک نیا ٹیکس نظام متعارف کرایا۔ اس سال انکم ٹیکس سلیب میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں۔ ڈھائی لاکھ روپے تک کی آمدنی پر کوئی ٹیکس نہیں تھا، لیکن ڈھائی لاکھ روپے سے پانچ لاکھ روپے تک کی آمدنی پر دس فیصد ٹیکس اور پانچ لاکھ سے دس لاکھ روپے تک کی آمدنی پر بیس فیصد ٹیکس لگایا جاتا تھا۔ سال 2018 میں حکومت نے صحت اور تعلیم کے سیس کو 4 فیصد تک بڑھا دیا۔ اس سے زیادہ آمدنی والے گروپ پر اضافی مالی بوجھ پڑا۔ اس کے علاوہ اس سال سے نئے ٹیکس سلیب بھی لاگو کیے گئے ہیں۔ وبائی امراض کے دوران، حکومت نے امدادی اقدامات کے حصے کے طور پر کچھ ٹیکسوں کو موخر کیا، لیکن اس کے باوجود، زیادہ آمدنی والے گروپوں کے لیے ٹیکس کی شرحیں مستحکم رہیں۔ اس سال بھی حکومت نے ٹیکس کی شرح مستحکم رکھی۔ تاہم، کچھ خاص دفعات کے تحت زیادہ آمدنی والے گروپوں کے لیے ٹیکس کی شرح میں اضافہ کیا گیا تھا۔ فی الحال، نئے ٹیکس نظام میں 3 لاکھ روپے تک کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ فی الحال، 3 لاکھ سے 7 لاکھ روپے کے درمیان آمدنی پر 5 فیصد ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی 7 سے 10 لاکھ روپے تک کی آمدنی پر 10 فیصد ٹیکس ادا کرنا ہوگا۔ فی الحال 10 سے 12 لاکھ روپے تک کی آمدنی پر 15 فیصد ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ **جانیں کیا ہوگا مہنگا کیا ہوگا**

سستا: موبائل فون، ٹی وی اور الیکٹرک گاڑیاں ہوں گی سستی: نئی دہلی، یکم فروری: (اردو دنیا۔ ان/ایجنسیز) مرکزی وزیر خزانہ نرملا سیتارمن کی جانب سے عام بجٹ پیش کیا جا چکا ہے۔ بجٹ میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کی قیمتیں کم کرنے کا اعلان ہو چکا ہے۔ مرکزی وزیر کی جانب اب تک پیش کردہ بجٹ میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ موبائل فون سے لیکر الیکٹرک گاڑیاں سستی ہوں گی۔ کپڑے اور چمڑے کی مصنوعات پر بھی راحت کی خبر سنائی ہے۔ بجٹ کے اعلانات کے مطابق ای وی اور موبائل بیٹری سستی ہوگی، ایل ای ڈی، ایل سی ڈی کی قیمت کم ہوگی۔ فلیٹ پینل مہنگا ہوگا، لیتھم آئن بیٹری سستی ہوگی، کینسر جیسی مہلک بیماریوں کی 36 دوائیں سستی ہوں گی، موبائل فون، الیکٹرک کار سستے ہوں گے، چمڑے سے بنی ہوئیں چیزیں سستی ہوں گی، کپڑے کا سامان سستا ہوگا، میڈیکل آلات سستے ہوں گے، 82 اشیاء سے ٹکس ہٹانے کا اعلان کیا گیا، بھارت میں بنے ہوئے کپڑے سستے ہوں گے، بنکروں کے بنائے کپڑے سستے ہوں گے، الیکٹرانک کے اشیا کی قیمت کم ہوں گی، سمندری پیداوار بھی سستے ہوں گے۔

کانگریس کو پسند نہیں آیا عام بجٹ، عام آدمی کیلئے غیر مفید قرار دیا: نئی دہلی، یکم فروری: (اردو دنیا۔ ان/ایجنسیز) لوک سبھا میں قائد حزب اختلاف راہل گاندھی کا مرکزی بجٹ 2025-26 پر ردعمل سامنے آیا ہے۔ انہوں نے اس بجٹ کو گولی کے زخموں پر پٹی کے مترادف قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ حکومت نظریات کے حوالے سے کھوکھلی ہے۔ کانگریس لیڈر نے کہا کہ عالمی غیر یقینی صورتحال کے درمیان اقتصادی بحران کو حل کرنے کے لیے بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل کانگریس نے مرکزی بجٹ پر تنقید کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس سے حقیقی اجرت میں کمی، مجموعی کھپت میں اضافے کی کمی، سست نجی سرمایہ کاری کی شرح اور پیچیدہ جی ایس ٹی نظام جیسی بیماریوں کا علاج نہیں ہے جس سے معیشت تکلیف کا شکار ہے۔ کانگریس نے یہ بھی الزام لگایا کہ نریندر مودی حکومت وہاں نیشنل ڈیموکریٹک الائنس (این ڈی اے) کے اتحادی نتیش کمار کی حکومت اور اسی اتحاد کا ایک اہم حصہ آندھرا پردیش کو نظرانداز کرتے ہوئے بہار کو بڑا تحفہ دے رہی ہے۔ کانگریس کے سربراہ ملکارجن کھرگے نے مرکزی بجٹ پر تنقید کی اور کہا کہ یہ مودی حکومت کی عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش ہے، جبکہ وہ اہم اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ انہوں نے حکومت پر الزام لگایا کہ گزشتہ دہائی میں 18.54 لاکھ کروڑ روپے جمع کرنے کے بعد متوسط طبقے کو برائے نام راحت دی گئی۔ کھرگے نے کہا، وزیر خزانہ خود یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ 12 لاکھ روپے تک کی چھوٹ کے نتیجے میں سالانہ 80 ہزار روپے کی بچت ہوگی، جو ہر ماہ صرف 666,6 روپے ہے۔ اس وقت پورا ملک مہنگائی اور بے روزگاری سے نبرد آزما ہے۔ لیکن مودی حکومت جھوٹی تعریف کرنے میں مصروف ہے۔ انہوں نے بجٹ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ نوجوانوں، خواتین، کسانوں اور پسماندہ طبقات کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کیے گئے۔ کھرگے نے کہا کہ مودی جی نے خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے ایک بڑا قدم اٹھانے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن کچھ نہیں ہوا، کسانوں کی آمدنی دوگنی کرنے کا کوئی روڈ میپ نہیں ہے۔ زرعی آلات پر جی ایس ٹی کی کوئی رعایت نہیں ہے اور دلت، قبائلی، پسماندہ، غریب اور اقلیتی بچوں کے لیے کوئی صحت، تعلیم یا اسکالرشپ اسکیم نہیں ہے۔

گجرات فسادات کی متاثرہ ذکیہ جعفری انصاف کیلئے جنگ لڑتے لڑتے انتقال کر گئیں

کانگریس پارٹی کے سابق رکن پارلیمنٹ احسان جعفری کی بیوہ ذکیہ جعفری جو کو ۲۳ر سال کے طویل عرصے تک اپنے شوہر اور گجرات کے دیگر فساد متاثرین کے لئے انصاف کی لڑائی لڑتی رہیں سنیچر یکم فروری کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ کانگریس پارٹی کے سابق رکن پارلیمنٹ احسان جعفری کی بیوہ ذکیہ جعفری جو کو ۲۳ر سال کے طویل عرصے تک اپنے شوہر اور گجرات کے دیگر فساد متاثرین کے لئے انصاف کی لڑائی لڑتی رہیں سنیچر یکم فروری کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ یاد رہے کہ ان کے شوہر احسان جعفری کو ۲۰۰۲ء میں احمد آباد کی گلبرگ سوسائٹی قتل عام میں ہندوتوا کے جنونی ہجوم نے نہایت بے دردی سے ذکیہ جعفری کی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیا تھا۔ ان کے انتقال کی تصدیق کرتے ہوئے حقوق انسانی کی معروف کارکن تیستا سیتلواد نے اپنے "ایکس" پر پوسٹ کیا کہ "انسانی حقوق کی کمیونٹی کی ایک ہمدرد رہنما ذکیہ آپا کا محض ۳۰ر منٹ قبل انتقال ہو گیا ہے!" ذکیہ جعفری جو ایک طویل عرصے سے انصاف کی لڑائی لڑ رہی تھیں نے اپنی لڑائی کی شروعات اس وقت کے وزیر اعلیٰ اور موجودہ وزیر اعظم نریندر مودی کے خلاف شکایت درج کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ پولیس نے اس وقت کے گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی اور دیگر بی جے پی لیڈروں کے خلاف مسلم مخالف قتل عام کے سلسلے میں ایف آئی درج نہیں کی تھی۔ انصاف کیلئے ان کا مطالبہ ۲۰۰۸ء میں اس وقت زور پکڑ گیا جب سپریم کورٹ نے حکومت کو گلبرگ سوسائٹی سانحہ سمیت نو مقدمات کی دوبارہ تحقیقات کا حکم دیا، ساتھ ہی ذکیہ جعفری کی شکایت کا جائزہ لینے کیلئے ایک خصوصی تحقیقاتی ٹیم (ایس آئی ٹی) بھی قائم کی۔ یاد رہے کہ دو سال قبل، سپریم کورٹ آف انڈیا نے ذکیہ جعفری کی طرف سے ۲۰۰۲ء کے گجرات نسل کشی کیس میں مودی اور دیگر کئی افراد کو خصوصی تحقیقاتی ٹیم (ایس آئی ٹی) کی طرف سے دی گئی کلین چٹ کو چیلنج کرنے والی درخواست کو مسترد کر دیا تھا۔

ریت مافیا اور ایس پی کے درمیان غیر قانونی کھدائی نہ کرنے کا معاہدہ

ریت اسمگلنگ پر ایس پی کا نیا طریقہ: 51 افراد کو وارننگ، 26 پر پابندی عائد

بیڑ، 1 فروری (نمائندہ) ریت کی غیر قانونی نقل وحمل ہمیشہ ایک متنازعہ مسئلہ رہا ہے، لیکن اس کا حل نکالنے کے لیے ایس پی نوینت کاوت نے ایک انوکھا طریقہ اپنایا۔ انہوں نے 51 ریت مافیا کو اپنے دفتر بلا کر ان کی رہنمائی کی اور 26 افراد کے خلاف پابندی عائد کی۔ اس کے علاوہ، ان تمام افراد سے ایک بونڈ پر دستخط کروائے گئے کہ وہ آئندہ غیر قانونی ریت کی کھدائی اور نقل وحمل نہیں کریں گے۔ یہ فیصلہ ایک معاہدے کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، اور پورے ضلع میں اس پر کافی چرچا ہو رہی ہے۔ ریت اسمگلنگ پر ایس پی کا نیا طریقہ: ضلع میں دیگر غیر قانونی کاروباروں کے ساتھ ساتھ ریت کی غیر قانونی نقل وحمل ایک سنگین مسئلہ بن گیا ہے۔ اس پر کئی بار کارروائی کی گئی، لیکن یہ دھندہ کبھی ختم نہ ہوا۔ اس سے پہلے تو ریت مافیا نے ہفتہ وصولی کا ریٹ کارڈ جاری کر کے ہلچل مچا دی تھی۔ ہمیشہ یہ الزام لگایا جاتا رہا ہے کہ اس کاروبار میں محکمہ مال اور پولیس کی ملی بھگت ہے، اسی لیے اسے روکا نہیں جا سکتا۔ اسی مسئلے کا مستقل حل نکالنے کے لیے بیڑ کے ایس پی نوینت کاوت نے ایک نیا طریقہ اپنایا۔ 51 مافیا کو بلا کر تحریری ضمانت لی گئی۔ ہفتہ (1 فروری) کو ایس پی نوینت کاوت نے 51 ریت مافیا کو اپنے دفتر بلایا اور ان سے براہ راست بات چیت کی۔ انہوں نے ان مافیا کو سمجھایا کہ اب سے وہ غیر قانونی کھدائی اور نقل وحمل نہیں کریں گے۔ اس کے علاوہ، ان سے ایک بونڈ پر دستخط کروایا گیا کہ اگر وہ دوبارہ پکڑے گئے تو بونڈ میں درج رقم سرکاری خزانے میں جمع کرنی ہوگی۔ اسی وجہ سے اسے معاہدہ تصور کیا جا رہا ہے، اور یہ ضلع بھر میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ 26 افراد پر پابندی، سخت کارروائی کی وارننگ اس سے پہلے 26 افراد کے خلاف پہلے ہی قانونی کارروائی کی جا چکی تھی، اس لیے ان پر اب مزید سخت پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ اگر کسی پر زیادہ مقدمات درج ہوں تو انہیں ضلع بدر (ہدپار) کر دیا جائے گا، اور ان پر MPDA (مہاراشٹر پریوینشن آف ڈینجرس ایکٹیویٹیز) اور مکوکا (MCOCA) جیسے سخت قوانین لاگو کیے جائیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہوگا کہ اس انوکھے اقدام کے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ فی الحال، اس تجربے کی ضلع بھر میں زبردست چرچا ہو رہی ہے۔

مرکزی بجٹ محض اعداد وشمار کا گورکھ دھندہ دلکش لیکن حقیقت میں مبہم: نانا پٹولے

مودی حکومت کے بجٹ میں کسان قرض معافی اور امدادی قیمت کا کوئی ذکر نہیں

ممبئی یکم فروری (عزیز اعجاز) مرکزی وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے آٹھویں بار مرکزی بجٹ پیش کرتے ہوئے بلند و بانگ دعوے کیے، لیکن چمک دمک کے باوجود یہ بجٹ نہ تو سرمایہ کاروں کو متاثر کر سکا اور نہ ہی کسانوں، تاجروں اور عام شہریوں کو کوئی راحت دے سکا۔ کسانوں کے لیے قرض معافی کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا، جبکہ زرعی اجناس کی امدادی قیمت پر بھی حکومت نے کوئی توجہ نہیں دی۔ مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر نانا پٹولے نے بجٹ کو محض اعداد وشمار کا گورکھ دھندا اور مبہم قرار دیتے ہوئے شدید تنقید کی۔ بجٹ پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے نانا پٹولے نے کہا کہ ملک بھر کے کسان بحران کا شکار ہیں اور اپنی اجناس کی مناسب قیمت کے لیے مسلسل احتجاج کر رہے ہیں، لیکن بجٹ میں اس حوالے سے ایک لفظ تک نہیں کہا گیا۔ مہاراشٹر میں کسانوں کی خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہے، اور کسان قرض معافی کا مطالبہ کر رہے تھے، لیکن بی جے پی حکومت نے اس پر کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ کسان کریڈٹ کارڈ کی حد تین لاکھ سے بڑھا کر پانچ لاکھ روپے کی گئی، مگر اس سے حقیقی فائدہ پہنچنے کے امکانات کم ہیں۔ نانا پٹولے نے مزید کہا کہ ملک میں مہنگائی عروج پر ہے، بے روزگاری میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے، لیکن بجٹ میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے کوئی ٹھوس حکمت عملی نظر نہیں آتی۔ انکم ٹیکس میں 12 لاکھ روپے تک کی آمدنی کو ٹیکس فری کرنے کا اعلان کیا گیا، لیکن اس میں بھی ابہام پایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اعلان بی جے پی کی لوک سبھا میں 400 سے زائد سیٹیں حاصل کرنے کی امیدوں کو 240 پر رکنے کے بعد کیا گیا، جو کہ انتخابی مجبوری کا نتیجہ لگتا ہے۔ ریاستی کانگریس کے صدر نے کہا کہ دیہی علاقوں میں غریب عوام کے لیے روزگار فراہم کرنے والی منریگا اسکیم کے بجٹ میں کٹوتی کر دی گئی، جبکہ صحت اور تعلیم جیسے بنیادی شعبوں کے لیے بھی کوئی خاطر خواہ رقم مختص نہیں کی گئی۔ بی جے پی نے 2014 میں ہر سال دو کروڑ نوکریاں دینے کا وعدہ کیا تھا، مگر پچھلے 11 برسوں میں نہ صرف یہ وعدہ وفا نہ ہوا بلکہ ملک کو گزشتہ 45 برس کی سب سے زیادہ بے روزگاری کا سامنا کرنا پڑا۔ اس بجٹ میں روزگار کی فراہمی اور نوکریوں کے حوالے سے کوئی واضح حکمت عملی نظر نہیں آتی۔ انہوں نے کہا کہ عام آدمی کے لیے گھر کا خواب پورا کرنے کے لیے بھی کوئی رعایت نہیں دی گئی، جی ایس ٹی میں کوئی کمی نہیں کی گئی، اور مجموعی طور پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے 'ایک ہاتھ سے دیا اور دوسرے ہاتھ سے لے لیا' کی پالیسی اپنائی ہے۔

نتیش رانے کا شر پسندانہ مطالبہ مسترد

مسلم طالبات برقعہ پہن کر امتحان دے سکتی ہیں: وزیر تعلیم دادا بھوسے

ممبئی یکم فروری (عزیز اعجاز) اسکولی تعلیم کے وزیر دادا بھوسے نے آج ریاستی وزیر نتیش رانے کی اس تجویز کو یکسر مسترد کر دیا جس میں انہوں نے 10/ویں اور 12/ویں جماعت کے بورڈ کے امتحانات دینے والے مسلم طلباء پر برقع پہن کر امتحان دینے پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا تھا۔ وزیر موصوف دادا بھوسے نے نتیش رانے کو بھیجے گئے اپنے 4/سطری جواب میں کہا کہ ہماری ترجیح نقل سے پاک امتحانات کا انعقاد ہے۔ ہم اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی بھی طالب علم امتحان گاہ میں نقل نہ کرے۔ نقل سے پاک امتحانات اسکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا نصب العین رہا ہے، اور یہ کہ ہر صورت میں نقل کی روک تھام کی جائے گی چاہے طالب علم برقعہ پہنیں یا نہ پہنیں۔ انہوں مزید کہا کہ امتحان گاہوں پر سی سی ٹی وی کیمرے نصب کیے جائیں گے نیز تمام مراکز پر بھاری پولیس بندوبست رکھا جا رہا ہے تاکہ کسی بھی قسم کی بدامنی کو فوری طور پر روکا جا سکے۔ ساتھ ہی وزیر موصوف نے یہ دعویٰ کیا کہ کوئی بھی طالب علم نقل نہیں کرے گا، اور متعلقہ محکمہ نقل سے پاک امتحانات کو ہر صورت میں یقینی بنائے گا۔ یاد رہے گذشتہ دنوں بی جے پی کے وزیر نتیش رانے نے ممکنہ دھوکہ دہی کے واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے بورڈ کے امتحانات کے دوران کلاس میں برقع اور حجاب پہننے پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا تھا۔ جس کی چوطرفہ مخالفت ہوئی تھی جبکہ اس درمیان کئی مسلم تنظیموں سمیت دیگر کئی مسلم اراکین اسمبلی نے وزیر اعلیٰ دیویندر فڑنویس اور ان کے دونائبین وزرا ایکناتھ شندے اور اجیت پوار کو خط لکھا تھا کہ نتیش رانے کا یہ مطالبہ غیر آئینی ہے اور ان کی متنازعہ تجویز بڑے پیمانے پر مسلم کمیونٹی کو نشانہ بناتی ہے،

12 لاکھ روپے تک کی سالانہ آمدنی پر کوئی انکم ٹیکس نہیں ہوگا' یہ اعلان ہندوستان کی معیشت میں سنگ میل ثابت ہوگا/ وزیر اعلی

ممبئی یکم فروری (عزیز اعجاز) مرکزی بجٹ میں مہاراشٹرا کے لیے کیا اعلان کیا گیا؟ وزیر اعلیٰ دیویندر فڑنویس نے سوشل میڈیا پوسٹ ایکس پر یہ معلومات شیئر کی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے آج ایک پریس اعلامیہ جاری کرتے ہوئے کہا کہ ممبئی میٹرو کے لیے 06.1255 کروڑ روپے دیے گئے ہیں، جبکہ پونے میٹرو کے لیے 13.699 کروڑ روپے مختص کیا گیا ہے۔ 48.511 کروڑوں، ایم ایم آر کے لئے مربوط اور سبزن مسافر سہولیات کے لئے 35.792 کروڑ، 31.4004 کروڑوں کے لئے، پروجیکٹ کروڑ، مہاراشٹرا ایگری بزنس نیٹ ورک کے لیے 64.295 کروڑ روپے، مولا-مٹھا ریور امنٹیشن کے لیے 44.186 کروڑ روپے۔ وزیر اعلیٰ نے آگے لکھا ہے کہ 12/ لاکھ روپے تک کی آمدنی پر کوئی انکم ٹیکس نہیں ہوگا۔ یہ اعلان ہندوستان کی معیشت میں سنگ میل ثابت ہوگا۔ زراعت کے شعبے میں تیزی سے سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔ 100 اضلاع میں نئی زرعی اسکیم کے اعلان اور دالوں اور تیل کے بیجوں کی نئی اسکیم سے کسانوں کو بڑے پیمانے پر فائدہ ہوگا۔ ماہی گیروں کو بغیر سود کے کریڈٹ کارڈ کے ذریعے 3 لاکھ کی بجائے 5 لاکھ روپے دینے کا بڑا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ایم ایس ایم ای سیکٹر نوجوانوں کی طاقت کے لیے بہت اہم ہے۔ اس میں قرض کی حد اور حد کی حد میں اضافہ کر کے اس شعبے کو فائدہ پہنچانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اسٹارٹ اپ ایکو سسٹم کو 20 کروڑ روپے کا قرض دیا جائے گا۔ اس سے اسٹارٹ اپ ایکو سسٹم کو فروغ ملے گا اور ہمارے نوجوانوں کے لیے بڑے پیمانے پر روزگار پیدا ہوگا۔ بنیادی ڈھانچے کے شعبے میں نجی شعبے کی سرمایہ کاری میں اضافہ کر کے بڑے پیمانے پر روزگار پیدا کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت نے ریاستوں کو 50 سال تک بغیر سود کے بنیادی ڈھانچے کے قرضے فراہم کرنے کے لیے 5.1 لاکھ کروڑ روپے رکھے ہیں۔ مرکزی حکومت نے انشورنس کمپنیوں میں 100 فیصد ایف

سوڈان: نیم فوجی دستوں کا بازار پر حملہ، ۵۴ر ہلاک، ۱۵۸ر زخمی

سوڈان کے شہر اودرمان کے ایک بازار پر فوج کے خلاف لڑنے والے ایک نیم فوجی دستے کے حملے میں تقریباً ۵۴ر افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ وزارت صحت نے ایک بیان میں کہا کہ صابرین مارکیٹ پر ریپڈ سپورٹ فورسز کے حملے میں کم از کم ۱۵۸ر دیگر زخمی بھی ہوئے۔ یہ بڑھتی ہوئی خانہ جنگی میں مہلک حملوں کے سلسلے میں تازہ ترین تھا جس نے شمال مشرقی افریقی ملک کو تباہ کر دیا ہے۔ وزیر ثقافت اور حکومتی ترجمان خالد العیسیر نے حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ہلاک ہونے والوں میں بہت سی خواتین اور بچے بھی شامل

ڈاکٹر اقبال صدیقی
MBBS, DTCD (Pune)
ماہر امراض سینہ وسانس (دمہ والرجی)

بیڑ شہر کی وزٹ (ہر ماہ کا پہلا اتوار)
12 January 2025

- دوربین کے ذریعے سانس کی نالی کی جانچ (Bronchoscopy)
- الرجی ٹیسٹ اور علاج (امیونو تھراپی)
- پھیپھڑوں کی کارکردگی کی کمپیوٹر کے ذریعے جانچ
- پیشہ سے تعلق رکھنے والی پھیپھڑوں کی بیماریاں
- اسپائیرومیٹری Vitalograph / FOT / PTF
- خراٹے اور نیند کے مسائل SleepDisorder
- پھیپھڑوں کی بیماریاں اور کینسر، دمہ Asthma
- پلمونری سونوگرافی ٹیسٹ
- پلمونری بحالی
- سی او پی ڈی
- ٹی بی
- بچوں کا دمہ
- سگریٹ، بیڑی اور تمباکو نوشی سے چھٹکارا
- سانس کی بیماریوں کے لیے ویکسین

CONSULTANT
Rahat Chest Care Centner
اورنگ آباد کا پتہ
راحت چیسٹ کیئر سینٹر، نزد تا کلگر سوسائیٹی
سینٹرل ناکہ روڈ، وی آئی پی فنکشن ہال کے قریب، اورنگ آباد

ایپکس چلڈرن اینڈ اسکن کیئر ہاسپٹل
بشیر گنج، بیڑ

صبح 10:00 بجے سے
شام 04:00 بجے تک

دہلی اسمبلی کا انتخاب ایک طائرانہ نظر

از قلم: ڈاکٹر سید ابوذر کمال الدین

راجدھانی دہلی جس کو علاقہ زیر مرکز یعنی یونین ٹیریٹوری کا درجہ حاصل ہے اس کی اسمبلی انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہو چکا ہے۔ دہلی کی ذیلی ریاست کے سلسلے میں مرکزی حکومت نے جو ترمیمات کی ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد جس طرح سارے ایکزیکوٹو پاور لفٹننٹ گورنر کے ہاتھ میں دے دیئے گئے ہیں اس انتخاب کی اہمیت میونسپل انتخاب سے تھوڑا زیادہ ہے۔ لیکن دہلی چونکہ دیش کی راجدھانی ہے اس لیے اس کا نیوز ویلو بہت اہم ہے۔ عام آدمی پارٹی جو نظریاتی طور پر سنگھ پریوار سے قریب ہے اور وسیع تر ہندتو کے ایجنڈے کا ایک پارٹ ہے اس کو بنانے اور کھڑا کرنے میں سنگھ کا کلیدی کردار رہا ہے۔ اروند کیجریوال نے جس طرح اپنے سیاسی نظریات اور ترجیحات کا اظہار کیا ہے اس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن کیجری وال کو جیسے اقتدار ملا انھوں نے دولتی مار کر ایک طرف پرشانت بھوشن اور یوگندر یادو جیسے لوگوں کو باہر کا راستہ دکھا دیا اور دوسری طرف بی جے پی کے لیے ایسی جنوتی بن کر ابھرے کہ بی جے پی کے ہوش اڑ گئے اور بی جے پی کو اس کی ملک گیر مقبولیت، شہرت اور قوت کے باوجود اس کے منہ سے نوالا اور ناک تلے سے مونچھ اور پاؤں تلے سے زمین چھین لی۔ اس وقت بی جے پی کا حال ہندو مائتھولوجی کے مطابق شنکر بھگوان کا ہے جو بھکت کی تپسیا سے اتنے خوش ہوئے کہ اس کو وردان دے دیا کہ وہ جس کے سر پر ہاتھ رکھے گا وہ بھسم ہو جائے گا۔ مگر جب بھکت کی نظر بھگوان کی خوبصورت بیوی پر پڑی تو اس نے انہی کو نشانہ بنا کر ان کی بیوی کو ہڑپنا چاہا۔ اب وہ تینوں لوک میں بھاگتے پھر رہے تھے اور وہ ان کا پیچھا کر رہا تھا۔ بھلا ہو نارد مونی کا اس نے ان کو ایک ترکیب سوجھائی کہ وہ خود اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر ناچے جیسے ہی اس نے سر پر ہاتھ رکھا وہ جل کر راکھ ہو گیا اور اس طرح ان کو اپنے بھکت سے نجات ملی۔ بی جے پی اس وقت ایسے ہی کسی نارد منی کی تلاش میں ہے جو اس کو بھسم کرنے کا نسخہ بتائے ورنہ پنجاب کے بعد، گجرات اور ہریانہ بھی اس کے نشانے پر ہے۔ اس وقت دہلی میں جنگ سنگھ کی اے ٹیم اور بی ٹیم کے درمیان ہے اس لیے سنگھ کے دونوں ہاتھ میں لڈو ہے۔ مسئلہ وزیر اعظم نریندر مودی کے وقار کا ہے۔ جن کا اشومیگھ کا گھوڑا پورے ہندو پٹی میں کوئی پکڑنے کی ہمت نہیں کرتا ہے اس کو اروند کیجری وال نے دہلی میں روک رکھا ہے۔ بی جے پی نے اپنے سگ خانے میں جتنے خونخوار کتے پال رکھے ہیں سب اس نے کیجری والی پر چھوڑ دیا ہے اس کے باوجود وہ گھوڑے کی لگام چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔ اس لیے دلی کا الیکشن عزت اور فخر کی لڑائی ہو گئی ہے جس میں پردھان منتری کی ویکتی گت پرتسٹھا داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ اس لیے سام دام، ڈنڈ بھید کی جتنی نیتی ہے وہ سب اپنانے کے لیے تیار ہیں اور بی جے پی نے اپنے خزانے کا منہ پوری طرح کھول دیا ہے۔ وہ دہلی کے پچاس لاکھ ووٹر کو خریدنے کی اہلیت رکھتی ہے اور در پردہ یہ کھیل شروع ہو چکا ہے۔ موجودہ الیکشن اروند کیجریوال کے لیے کبھی لٹ مس ٹیسٹ ہے۔ اب ان کی شبیہ اتنی صاف ستھری نہیں رہی جتنی پہلے تھی۔ بہت سارے لوگوں کا موہ ان سے ٹوٹا ہے۔ اس لیے یہ الیکشن کیجریوال کے لیے جیو اور مرو کا سوال ہے۔ کسی زمانے میں دہلی پر کانگریس کا راج ہوا کرتا تھا۔ مگر کانگریس کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے اس نے لوگوں کی حمایت کھودی ہے۔ ابھی بھی کانگریس کی قیادت کلولیس نظر آتی ہے کہ کس طرح اپنی کھوتی زمین واپس لے۔ راہل گاندھی نے سنگھ پریوار کو ہیڈ آن لینے کا جو عندیہ دیا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ اب وہ تذبذب کی کیفیت سے باہر آنا چاہتی ہے۔ کانگریس کو اپنی ضلعی اور ریاستی تنظیم پر پوری سنجیدگی سے دھیان دینا چاہیے۔ اور اپر کاسٹ، او بی سی، دلت، ایس ٹی کو اپنے فولڈ میں واپس لانا چاہیے۔ اپر کاسٹ کا رجحان ہمیشہ پاور کے ساتھ رہا ہے۔ اس کی کوئی نظریاتی وفاداری نہیں ہے۔ اگر آج اقتدار کانگریس کے ہاتھ میں آجائے تو سوائے کیڈر کے باقی تمام لوگ اپنی وفاداری بدل لیں گے۔ کانگریس کو او بی سی اور دلتوں پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا سوال ہے تو مثل مشہور ہے، بیل پکا تو کوئے کے باپ کا گیا۔ ان کا حصہ میوہ حلوہ اپنا حصہ دور کا جلوہ۔ اس لیے کوئی زور اور جوش دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اٹی کا کھیل ہے اٹی ہی کو کھیلنے دیجیے۔ پوری نظر رکھئے، چاق و چوبند رہیے۔ اپنے پتے بالکل مت کھولیے اور آخری وقت تک دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ پھر کنسٹی چیونسی وائز جہاں جیسی صورتحال ہو اس کے مطابق فیصلہ کیجیے۔ ووٹ آپ کا حق ہے کسی کو گوٹنے دیجیے نہ برباد کیجیے بلکہ اس حق کا استعمال ضرور کیجیے اور خوب سوچ سمجھ کر کیجیے۔ بی جے پی کو آپ کے ووٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے پہلے ہی یہ اعلان کر رکھا ہے تو جس کو آپ کی ضرورت نہیں ہے آپ کو بھی اس سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ باقی اللہ مالک ہے۔

عمر خالد کی قید کو ۱۶۰۰ ردن مکمل:

مصنفین، سماجی کارکنان اور فنکاروں کا آزادانہ خط

سماجی کارکن اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے سابق طالبعلم عمر خالد کو ۲۹ رجنوری ۲۰۲۵ء یعنی بدھ کو تہاڑ جیل، دہلی میں ۱۶۰۰ ردن مکمل ہو گئے ہیں۔ عمر خالد کو جیل میں ۱۶۰۰ ردن مکمل ہونے پر ۱۶۰ ر مصنفین، ماہر تعلیم، فنکاروں اور سماجی کارکنان نے آزادانہ خط لکھ کر عمر خالد کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ آزادانہ خط پر دستخط کرنے والے افراد میں مشہور تاریخ داں عرفان حبیب، رومیلا تھپر، تانیکا سرکار، رامچندر گوہا، رومیلا تھاپر، امیت گھوش، مشہور اداکار نصیر الدین شاہ، عقیل بیلگرامی، اسکالر گائتری چکرورتی، حقوق انسانی کے کارکن جون دایال، آنند تیل تومبڈے اور دیگر شامل ہیں۔ آزادانہ خط میں نشاندہی کی گئی ہے کہ ''عمر خالد کو جس دن جیل میں ۱۶۰۰ ردن ہوئے ہیں اسی دن ہندوتوا گروپ کے ذریعے موہن داس کرم چند گاندھی کے قتل کو آج ۷۷ رویں برس مکمل ہو چکی ہے۔ خط میں حراست سے قبل عمر خالد کی تقریر کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ''گاندھی جی کے قتل کیلئے بھی وہی افراد قصوروار تھے جنہوں نے سی اے اے متعارف کروایا ہے جس کے خلاف ہم احتجاج کر رہے ہیں۔''

A stunning reflection on the state of Indian judiciary https://t.co/Dgstfql4DK
— RadhakrishnanRK, PhD. (@RKRadhakrishn) January 30, 2025

خط میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ ''عمر خالد، جو حب الوطنی کی وکالت کرنے والی اپنی تقریروں کیلئے جانے جاتے ہیں، سیکولرازم، اور آئینی اقدار، پر تشدد کو بھڑکانے کی سازش کرنے کے انتہائی ڈھٹائی سے مڑے ہوئے طریقے سے جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔'' خط میں نشاندہی کی گئی ہے کہ ''متعدد مرتبہ ضمانت کی عرضی مسترد کرنا اور کارروائی کے بغیر انہیں قید میں رکھنا، عمر خالد کے کسی کا سب سے ''پریشان کن'' پہلو ہے۔'' خط میں ''یو اے پی اے جیسے قوانین، جن سے ضمانت کا حصول مزید مشکل ہو جاتا ہے، کی مذمت کی گئی ہے کیونکہ اس قانون کی وجہ سے کسی بھی فرد کو بغیر قصوروار ٹھہرائے یا بغیر کارروائی کے طویل عرصے تک قید میں رکھا جاسکتا ہے۔''

یاد رہے کہ عمر خالد کے علاوہ دیگر سماجی کارکنان کو بھی غیر قانونی کی حفاظت کے ایکٹ (یو اے پی اے) کے تحت حراست میں لیا گیا تھا۔ انہیں اس لئے حراست میں نہیں لیا گیا تھا کیونکہ انہوں نے کسی شخص کو تشدد پر اکسایا تھا بلکہ ان کی حراست اس لئے عمل میں آئی تھی کیونکہ وہ امن اور انصاف کے مطالبے کیلئے کھڑے ہوئے تھے اور سی اے اے جیسے قانون کے خلاف عدم تشدد اختلاف کی وکالت کی تھی۔ خط میں گلفشاں فاطمہ، خالد سیفی، شرجیل امام، میران حیدر، عطر خان، شفاء الرحمٰن اور دیگر کا بھی ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے متحد ہو کر سی اے اے کی مخالفت کی تھی۔'' خط میں عمر خالد کی ایک تقریر کا ذکر بھی کیا گیا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ''ہم تشدد کا جواب تشدد سے نہیں دیں گے۔ ہم نفرت کا جواب نفرت سے نہیں دیں گے۔ اگر وہ نفرت پھیلا رہے ہیں تو ہم اس کا جواب محبت سے دیں گے۔ اگر وہ ہمیں لاٹھیوں سے مار رہے ہیں تو ہم پرچم لہرائیں گے۔ اگر وہ گولیاں برساتیں ہیں تو ہم اپنے ہاتھوں میں آئین لے لیں گے۔'' خط میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ ''اس کے باوجود حکام انتہائی ''گمراہ کن جھوٹ اور مسخ شدہ حقائق'' کے سہارے انہیں پھنسانے کی کوشش کی۔''

خط میں مزید کہا گیا ہے کہ ''ہمیں افسوس ہے کہ کس طرح عمر خالد جیسے روشن دماغ اور رحمدل نوجوان لڑکے، جس کی تربیت تاریخ داں اور پرورش تنقیدی مفکر کے طور پر ہوئی ہے، کو آمرانہ حکومت کے ذریعے بدنام کیا گیا اور بار بار نشانہ بنایا گیا۔ ہمیں امید ہے کہ ہم عمر خالد اور اس جیسے شہریت کے کارکنان کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ملک میں ''اتحاد کے قیام'' اور ''بہترین مستقبل'' میں شراکت داری کر سکیں۔'' یاد رہے کہ ۱۳ رستمبر ۲۰۲۰ء کو عمر خالد کو غیر قانونی سرگرمیوں کی حفاظت کے ایکٹ (یو اے پی اے) کے تحت حراست میں لیا گیا تھا۔ دہلی تشدد کے نتیجے میں ۵۳ رافراد کی موت ہوئی تھی جن میں سے ۳۸ رافراد مسلمان تھے۔

قومی بجٹ اور جی ایس ٹی

وزیر مالیات نرملا سیتا رمن کو عنقریب یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ وہ مسلسل آٹھواں عام بجٹ پیش کریں گی۔ اس سے پہلے کسی بھی وزیر مالیات کو مسلسل ۸ ر مرتبہ عام بجٹ پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔

وزیر مالیات نرملا سیتا رمن کو عنقریب یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ وہ مسلسل آٹھواں عام بجٹ پیش کریں گی۔ اس سے پہلے کسی بھی وزیر مالیات کو مسلسل ۸ ر مرتبہ عام بجٹ پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ مرارجی دیسائی کا نام تھا مگر اُن کا ریکارڈ مسلسل ۶ ر مرتبہ کا ہے، سیتا رمن اُس ریکارڈ کو پہلے ہی توڑ چکی ہیں اور اب ۷ ر مرتبہ کے اپنے ہی ریکارڈ کو توڑنے جارہی ہیں۔ مگر، بجٹ کے نفع بخش ثابت ہونے کا جہاں تک تعلق ہے، یہ بحث کا موضوع ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ مبصرین اور تجزیہ نگاروں میں ایسے لوگ کم ہوں گے جو اُن کے پیش کردہ اب تک کے بجٹ کو مثالی مانتے ہوں گے۔ حکومت کی کارکردگی پر تنقیدی زاویہ اپنانے والے بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سیتا رمن صاحبہ نہ تو مہنگائی کم کرسکی ہیں نہ ہی معیشت کو اِس قابل بنا سکی ہیں کہ اس کا شہرہ ہو۔ بعض ایجنسیاں وقتاً فوقتاً قومی معیشت کی تیز رفتاری پر بغلیں بجاتی ہیں مگر ہمارے خیال میں یہ اس لئے ہوتا ہے کہ ہندوستان سے وابستہ کئے گئے مفادات پورے کئے جاسکیں۔ ہماری نظر میں بہترین معیشت وہ ہے جو خود ترقی کرے اور ایک ایک شہری کی ترقی کی ضمانت دے۔ اسی نقطۂ نظر سے ہر سال بجٹ کا جائزہ لیا جاتا ہے مگر ہر سال خوشی کم اور مایوسی زیادہ ہوتی ہے۔

اب چونکہ یکم فروری کو پیش ہونے والے بجٹ میں زیادہ دن نہیں رہ گئے ہیں اس لئے الگ الگ شعبوں کے مطالبات منظر عام پر آنے شروع ہو گئے ہیں جن سے علم ہوتا ہے کہ کون سا شعبہ بجٹ سے کون سی توقعات وابستہ کر رہا ہے۔ کیا یہ توقعات پوری ہوں گی؟ اس سوال کا جواب یکم فروری کو مل جائیگا مگر جہاں تک ہماری رائے کا تعلق ہے، الگ الگ شعبوں کی توقعات سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ایک پُرجوش اور پیداواریت سے بھرپور بجٹ موجودہ وقت کا تقاضا ہے جو نوعیت کے اعتبار سے انقلابی ہو اور معیشت کی سمت و رفتار طے کرنے میں معاون ہو۔ اس میں جہاں قلیل مدتی معاملات و مسائل سے نمٹنے کی کوشش ہو وہیں طویل مدتی ویژن ہو۔ اس میں توجہ اس بات پر بھی مرکوز کی جانی چاہئے کہ امریکہ میں ٹرمپ کے برسر اقتدار آنے کے جو اثرات عالمی معیشت پر پڑیں گے اُس سے ہم کتنا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں یا کتنا نقصان کم کرسکتے ہیں۔ ٹرمپ کو پورا اختیار ہے کہ وہ امریکہ کے مفاد میں سوچیں مگر دوسرے ملکوں کے مفادات کی قیمت پر ایسا سوچنا کسی بھی زاویئے سے درست نہیں ہے۔ ہمیں اس کا خاص خیال رکھنا ہوگا۔

ایک بات اور۔ وہ یہ کہ جب سے جی ایس ٹی کا نظام نافذ کیا گیا ہے، رائے عامہ اس کے خلاف ہے۔ بعض اشیائے خوردنی مثلاً مسکہ، گھی، پھلوں کا رس وغیرہ پر ۱۲ ر فیصد اور بالوں کے تیل یا ٹوتھ پیسٹ وغیرہ پر ۱۸ ر فیصد ٹیکس کچھ اور نہیں بلکہ زیادتی ہے۔ ہر بار حکومت یہ کہہ کر اپنا قد اونچا کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ اس نے اتنا جی ایس ٹی وصول کیا اور ہر بار عوام سوچتے ہیں کہ وہ کتنا اور کب تک لُٹتے رہیں گے۔ اسلئے ضروری ہے کہ نیا بجٹ جی ایس ٹی کی شرح کم کرے اور پچاس فیصد تک کم کرے جس سے افراط زر بھی قابو میں رہے گا اور عوام کو راحت کا سانس لینے کا موقع ملے گا جنہیں اس انکشاف سے خوشی نہیں ہوتی کہ ہماری معیشت دنیا کی پانچویں سب سے بڑی معیشت ہے۔ وہ تو یہی سوچتے ہیں کہ اتنی بڑی معیشت میں ہمارا کتنا حصہ ہے اور اس سے ہمیں کتنا فیض حاصل ہو رہا ہے۔ وزیر موصوفہ کی کوشش ہو کہ عوام، یکم فروری کو مسرور و شاداں دکھائی دیں نہ کہ فکر مند۔

آپ پارٹی کا دارومدار کانگریس کی کارکردگی پر

دہلی انتخابات کے ممکنہ نتائج کا تجزیہ کرتے وقت دو باتوں کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ پہلا، حالیہ برسوں میں بی جے پی ہمیشہ سہ رخی مقابلوں میں برتری کی پوزیشن میں رہی ہے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ دہلی میں بی جے پی کو فائدہ ہوگا، دہلی انتخابات کے ممکنہ نتائج کا تجزیہ کرتے وقت دو باتوں کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ پہلا، حالیہ برسوں میں بی جے پی ہمیشہ سہ رخی مقابلوں میں برتری کی پوزیشن میں رہی ہے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ دہلی میں بی جے پی کو فائدہ ہوگا، کیونکہ کانگریس، آپ اور بی جے پی کے درمیان سہ رخی مقابلہ ہونے والا ہے؟ لیکن ایک اور پہلو بھی ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ حالیہ دنوں میں کئی ریاستی حکومتیں نہ صرف دوبارہ منتخب ہوئی ہیں بلکہ موجودہ حکومتوں کے ہارنے کے تصور (حکومت مخالف رجحان) کو جھٹلاتے ہوئے انہیں پہلے سے زیادہ عوامی حمایت ملی ہے۔ ہریانہ، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر اس کی واضح حالیہ مثالیں ہیں۔ دہلی انتخابات کا تجزیہ کرتے وقت اگر ہم صرف ایک بیانیہ یا دوسرے بیانیہ کے ساتھ چلیں تو یہ غلط ہوگا۔ دہلی میں 'آپ' کے انتخابی امکانات کیلئے سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والی بات نہ تو صرف 'آپ' حکومت کی کارگزاری ہے، نہ ہی یہ کہ بی جے پی اسے کتنی مضبوطی سے چیلنج دے سکتی ہے۔ انتخابات کے نتائج کا زیادہ تر انحصار اس تیسرے عنصر پر ہوگا کہ اس الیکشن میں کانگریس کی کارکردگی کیسی رہتی ہے۔ حالانکہ ۲۰۱۵ء اور ۲۰۲۰ء میں دہلی میں ہونے والے گزشتہ دو اسمبلی انتخابات میں بھی سہ رخی مقابلہ دیکھنے میں آیا تھا لیکن 'آپ' بھاری اکثریت سے جیتنے میں کامیاب رہی تھی کیونکہ کانگریس نے نہایت ہی خراب کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ صرف برائے نام سہ رخی مقابلے تھے۔ یہ دوسری ریاستوں کیلئے درست ہوسکتا ہے کہ سہ رخی مقابلے زیادہ تر بی جے پی کو فائدہ پہنچاتے ہیں، لیکن دہلی میں ایسا نہیں ہوا۔ کانگریس کو گزشتہ دو اسمبلی انتخابات میں بالترتیب ۹ء۵ ر اور ۴ء۲ ر فیصد ووٹ ملے تھے، اس کے باوجود آپ نے نہ صرف دونوں انتخابات جیتے بلکہ بی جے پی پر بڑے فرق سے برتری حاصل کی۔ ۲۰۲۵ء میں 'آپ' کے امکانات نہ صرف اس کی اپنی کارکردگی پر بلکہ کانگریس کی کارکردگی پر بھی منحصر ہیں، کیونکہ دونوں ہی پارٹیوں کے بنیادی ووٹر تقریباً ایک جیسے ہیں۔ کئی ریاستوں میں 'آپ' نے کانگریس کی قیمت پر انتخابی طاقت حاصل کی ہے اور اگر دہلی میں کانگریس دوبارہ اُبھرتی ہے تو یہ یقینی طور پر عام آدمی پارٹی کی قیمت پر ہوگی۔ دہلی کے علاوہ پنجاب میں ۲۰۲۲ء کے انتخابات میں بھی 'آپ' نے کانگریس کی بنیاد کو پوری طرح سے تباہ کر کے ایک بڑی جیت درج کی۔ وہاں پر کانگریس کا ووٹ شیئر ۲۰۱۷ء میں ۴۱ء۴ ر فیصد سے کم ہو کر ۲۰۲۲ء میں ۲۳ء۳ ر ہو گیا تھا۔ حالانکہ گوا میں 'آپ' کی کارکردگی بہت اچھی نہیں تھی، اسے صرف ۶ء۷ ر ووٹ ملے، لیکن یہ بھی کانگریس کی قیمت پر ہی ہوا کیونکہ اس کا ووٹ شیئر ۲۰۱۷ء میں ۲۸ء۴ ر سے گھٹ کر ۲۳ء۴ ر ہو گیا تھا، جبکہ بی جے پی کو ۲۰۱۷ء میں ۳۲ء۵ ر اور ۲۰۲۲ء میں ۳۳ء۳ ر ووٹ ملے، البتہ اس نے بڑی جیت درج کی۔ اتراکھنڈ میں کہانی تھوڑی مختلف ہو سکتی ہے، لیکن شواہد بتاتے ہیں کہ 'آپ' نے کچھ ریاستوں میں کانگریس کے امکانات کو نقصان پہنچایا ہے جبکہ دہلی کے معاملات اس کے برعکس ہیں۔ اسی لئے کہا جا رہا ہے کہ آپ کی کارکردگی کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ کانگریس کی کارکردگی کیسی رہتی ہے۔ لیکن یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ حالیہ برسوں میں کئی حکومتیں دوبارہ منتخب ہوئی ہیں۔ کسی بھی حکومت کا دوبارہ انتخاب اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ عوام میں مقبول ہے۔ زمینی رپورٹس بتاتی ہیں کہ اگرچہ آپ کی حکومت آج اتنی مقبول نہیں ہے جتنی کہ ۲۰۲۰ء میں تھی، لیکن یہ اب بھی دہلی کے ووٹروں میں سب سے زیادہ مقبول متبادل بنی ہوئی ہے۔

اُردو تیری عمر دراز!

جن ریاستوں میں اُردو تعلیمی تقریبات اور سرگرمیاں بڑے پیمانے پر منعقد کی جاتی ہیں اُن میں ریاست مہاراشٹر کو خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ ہمارے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں مگر ایک اندازہ ضرور قائم کیا جاسکتا ہے کہ بہت ممکن ہے مہاراشٹر اُردو تعلیمی سرگرمیوں کے اعتبار سے سرفہرست ہو۔

جن ریاستوں میں اُردو تعلیمی تقریبات اور سرگرمیاں بڑے پیمانے پر منعقد کی جاتی ہیں اُن میں ریاستِ مہاراشٹر کو خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ ہمارے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں مگر ایک اندازہ ضرور قائم کیا جاسکتا ہے کہ بہت ممکن ہے مہاراشٹر اُردو تعلیمی سرگرمیوں کے اعتبار سے سرفہرست ہو۔ ہر چند کہ کئی دانشور اس کا اعتراف کر چکے اور علانیہ کہہ چکے ہیں کہ مہاراشٹر کو تمام ریاستوں پر فوقیت حاصل ہے مگر اعداد و شمار نہ ہونے کے سبب ہم محض اندازے کی بنیاد پر یہ دعویٰ نہیں کرنا چاہتے حالانکہ دعویٰ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کم و بیش سال بھر جاری رہنے والی ان سرگرمیوں کی تعداد تمام ریاستوں میں سب سے زیادہ ہونے کا اہم سبب یہ ہے کہ مہاراشٹر ہی وہ ریاست ہے جہاں اُردو ادارے سب سے زیادہ ہیں۔ دیگر ریاستوں میں اُردو کی تدریس کا نظام دینی مدرسوں کے ذمہ ہو گیا ہے جو اس خدمت کی ذمہ داری قبول تو کر چکے ہیں مگر اس کا اعتراف شاذ و نادر بھی نہیں کیا جاتا۔ چونکہ دینی مدارس کا مقصد و مدعا خدمت ہی ہے اسلئے اُن کے ارباب اختیار کو نہ تو یہ گلہ ہے کہ اُردو تدریس کی ذمہ داری اُن پر آن پڑی ہے نہ ہی وہ اس خدمت کے سلسلے میں کوئی دعویٰ کرتے ہیں۔ مہاراشٹر کو اس اعتبار سے بھی اولیت حاصل ہے کہ یہاں دینی ہو یا عصری ہر دو طرح کے اداروں نے اُردو تدریس اور اُردو کے ذریعہ تدریس کو خود پر لازم کیا ہے اور یہ کارِ خیر بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ دیگر ہندوستانی زبانوں کے مقابلے میں زیادہ معتوب اور ستم رسیدہ ہونے کے باوجود زبانِ اُردو کی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے وجود کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہے اور اس کامیابی میں ہر دو طرح کے اداروں کی خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

جہاں تک اُردو تقریبات اور سرگرمیوں کا سوال ہے، نہ صرف یہ کہ باقاعدہ جاری رہنے والے تعلیمی ادارے بلکہ سماجی انجمنیں اور فلاحی تنظیمیں بھی زبان اور تعلیم کے فروغ، طلبہ کی گوناگوں صلاحیتوں کی نشوونما اور اُنہیں موقع دینے کے مقصد سے مختلف النوع پروگرام منعقد کرتی ہیں۔ اگر صرف ممبئی کی بات کریں تو ماہِ دسمبر، جنوری اور فروری تو جیسے ان تقریبات کیلئے مخصوص ہو گئے ہیں۔ ان میں طلبہ اور نئی صلاحیتیں تو اپنی موجودگی درج کراتی ہی ہیں، سامعین کی بڑی تعداد بھی ان کی حوصلہ افزائی کیلئے موجود رہتی ہے جس سے اُردو کے تئیں اہل اُردو کی دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔ چونکہ اس زبان کو مخصوص فرقے سے منسوب کر دیا گیا اسلئے عموماً یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ اُردو کا مجمع یعنی مسلمانوں کا مجمع۔ ہمیں اس تاثر کو غلط قرار دینے میں ہرگز تردد نہیں ہوتا کیونکہ ایک فرقے سے منسوب ہونے کے باوجود اس زبان سے محبت کرنے والوں میں ہر قوم اور فرقے کے لوگ شامل ہیں جو مذکورہ تقریبات میں پُرجوش انداز میں بہ نفس نفیس شریک ہو کر ''اُردو یعنی مسلمان'' کے تاثر کی نفی کرتے ہیں خواہ چند ہی لوگ شریک ہوں۔

یوٹیوب، وہاٹس ایپ، انسٹا اور دیگر نئے پلیٹ فارموں پر ہر فرقہ کی یکساں دلچسپی کا باعث ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ اُردو کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے اور اس کی چاہت بڑھ رہی ہے۔ ایسے میں اہل اُردو کا فرض ہے کہ اِس زبان سے خود کو پہلے سے زیادہ وابستہ کریں تاکہ یہ نقش قائم کیا جاسکے کہ اُردو جنہیں بآسانی گھر اور اسکول میں مل گئی ان کی محبت نام نہاد نہیں ہے بلکہ اسے برت کر، دوسروں تک پہنچا کر اور باقاعدہ رواج دے کر وہ سچی محبت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔

غزہ کی تعمیر نو جنگ بندی اور بے حس انسانیت!

حماس اور اسرائیل کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ جان و مال کی غیر معمولی تباہی کے بعد ہوا پھر بھی اس کا خیر مقدم کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ کم و بیش پندرہ ماہ جاری رہنے والی جنگ میں غزہ کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہے۔

حماس اور اسرائیل کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ جان و مال کی غیر معمولی تباہی کے بعد ہوا پھر بھی اس کا خیر مقدم کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ کم و بیش پندرہ ماہ جاری رہنے والی جنگ میں غزہ کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہے۔ کئی بستیاں ملبے میں تبدیل ہو چکی ہیں، ایک اندازے کے مطابق ڈھائی لاکھ مکانات منہدم ہوئے ہیں۔ سڑکیں اپنا وجود کھو چکی ہیں، اسپتال اور اسکول تہس نہس ہو چکے ہیں اور بجلی نیز پانی کی فراہمی کا پورا انتظام درہم برہم ہے۔ اب جبکہ جنگ بندی معاہدہ ہو چکا ہے، انسانی نقطۂ نظر سے اُن تمام لوگوں کی واپسی ضروری ہے جو جان بچانے کی کوشش میں محفوظ مقامات کی جانب گامزن ہوئے تھے۔ دوسرا اہم کام غزہ کی تعمیر نو کا ہے۔ اس کیلئے کثیر رقم درکار ہوگی جو حکومت اسرائیل سے وصول کی جانی چاہئے جس نے اندھا دھند بمباری کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ اگر اُسے جنگ کرنی تھی تو جنگ کے اُصولوں ہی کی پاسداری کر لیتا مگر نہ تو اُس نے ایسا کیا نہ ہی عالمی برادری نے اس پر دباؤ ڈالا یا اس کا معاشی بائیکاٹ کر کے اس کو سبق سکھانے کا منصوبہ بنایا۔ مؤرخ جب بھی تاریخ لکھے گا، یہ سیاہ باب ضرور رقم کرے گا کہ ایسے دور میں جب اسرائیل انسانی جانوں کے اتلاف کا تماشا کرنے پر تُلا ہوا تھا، اس کا ہاتھ پکڑ کر روکنے کی کوشش کسی نے نہیں کی۔ اگر دس بیس ممالک الٹی میٹم دینے کے انداز میں الٹی میٹم دیتے اور سختی برتتے تو اس کے ہاتھ پاؤں کانپ جاتے اور اس میں مزید بمباری کی سکت باقی نہ رہتی مگر صحیح معنوں میں روکنے کی کوشش کسی نے نہیں کی۔ یہ ایسی دُنیا کا المیہ ہے جو اکیسویں صدی میں تکنالوجی کی ترقی کے سبب اپنے وجود پر ناز کر رہی ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ تکنالوجی مزید کتنی ترقی کرے گی اور اپنے وجود پر ناز کرنے کا یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا مگر اس دُنیا کو کبھی فرصت نکال کر یہ ضرور دیکھنا چاہئے کہ اگر ایک طرف تکنالوجی حیرت انگیز سرعت کے ساتھ اپنا سفر طے کر رہی ہے تو دوسری طرف انسانی زندگی اتنی بے قیمت بنا دی گئی ہے اور انسانی خون اتنا ارزاں کر دیا گیا ہے کہ غزہ کا ذرہ ذرہ حکومتِ اسرائیل کے خلاف احتجاج کر رہا ہو تو اس پر کسی کو تعجب نہیں ہوگا۔ کسی شک و شبہ کے بغیر کہا جاسکتا ہے کہ یہ سرزمین نیتن یاہو اور اُن کی کابینہ کو کبھی معاف نہیں کریگی۔ ہمارا کہنا ہے کہ اگر عالمی برادری حکومتِ اسرائیل اور اس کے خونخوار فوجیوں کو نہیں روک سکی تو کیا اہل غزہ کی دلدہی اور اس علاقے کی تعمیر نو میں بھی منافقت سے کام لے گی؟ عالمی بینک کے اندازے کے مطابق غزہ کی از سر نو تعمیر کیلئے ۴۰ ر ارب ڈالر درکار ہونگے۔ یہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے، چند ممالک مل کر اس خرچ کو برداشت کر سکتے ہیں۔ یاد رہنا چاہئے کہ اس پر بھی حقیقی تلافی نہیں ہوگی کیونکہ اسرائیل نے صرف مکانوں اور عمارتوں ہی کو مسمار نہیں کیا، اہل غزہ کو شدید روحانی اور ذہنی ایذا بھی پہنچائی ہے۔ اُنہیں اپنے اہل خاندان کے ہمیشہ کیلئے بچھڑ جانے کا جو صدمہ ہوا ہے اور بچھڑنے والوں کی وجہ سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ ایسا نقصان ہے کہ جس کی بھرپائی کوئی نہیں کرسکتا مگر

تمام اہل غزہ کو نئے سرے سے ایک پُروقار زندگی کا موقع دیا جاسکتا ہے اور یہ تب ہی ممکن ہوگا جب زندگی کے اسباب کو دوبارہ جوڑنے کیلئے ایک ایک خاندان کو کثیر رقم فراہم کی جائے۔ اس کیلئے چاہے جتنی بڑی رقم کی ضرورت پیش آئے، یہ عالمی برادری پر قرض ہے! حماس اور اسرائیل جنگ بندی معاہدے کے مطابق اب تک دو مرحلوں میں اسرائیلی یرغمالیوں کو چھوڑا گیا ہے اور اسرائیل نے بھی فلسطینی قیدیوں کو رہا کیا ہے۔ اسرائیل کی نیت پر پوری دنیا کو شک ہے کہ وہ اس معاہدے کو ابدیت بخشتا ہے یا نہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ عالمی برادری کے لئے غزہ میں اسرائیلی جارحیت کا خاتمہ اطمینان دینے والا ہے کہ حماس اور نیتن یاہو کے درمیان جنگ بندی معاہدہ پر مہر لگ چکی ہے مگر اس تلخ سچائی کا کوئی بھی منکر نہیں ہوسکتا کہ جنگ بندی کے اعلان کے باوجود اسرائیل نے سو سے زائد فلسطینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور پوری دنیا اس بات پر خوش ہے کہ امریکہ کے نئے صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی مداخلت سے جنگ بندی ہوئی ہے مگر افسوس ہے کہ یہ جنگ بندی پہلے بھی ہوسکتی تھی۔ دراصل فلسطین اور اسرائیل کے درمیان کی یہ جنگ دنیا کو یہ باور کرانے کی حماقت تھی کہ امریکہ جب چاہے گا دنیا کے کسی بھی خطے میں تباہی مچا سکتا ہے اور اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے حامی اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ مسلم دنیا بے حسی کی شکار ہے اور سب اپنے مفاد کی خاطر امریکہ ہی نہیں بلکہ دیگر یورپی ملکوں کے دست نگر ہیں، ورنہ خطہ عرب کی جانب سے اگر حماس کی حمایت میں نہ سہی، غزہ کے معصوم عوام کی حمایت میں صف بندی ہوتی اور اسرائیل کیخلاف آواز بلند ہوتی تو شاید یہ جنگ اتنی طویل نہیں ہوتی۔ بہر کیف! اب جب حماس اور نیتن یاہو کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے اور اسرائیلی کابینہ سے بھی منظوری مل چکی ہے تو اب دنیا کے سامنے ایک بڑا سوال ہے کہ فلسطینی عوام بالخصوص غزہ کے مسلمانوں پر جو وحشیانہ حرکتیں ہوتی رہی ہیں کیا اب اس پر روک لگ سکے گی؟ غزہ کے بے گھر لوگوں کی باز آباد کاری کے لئے کوئی ٹھوس پہل ہوگی یا پھر جنگ بندی کے بعد بھی وہاں کے عوام زندگی جینے کے بنیادی حقوق سے محروم رہیں گے؟ واضح رہے کہ غزہ اور اسرائیل کی یہ جنگ ۴۶۷ ر دنوں تک جاری رہی ہے اور اس درمیان پچاس ہزار افراد جاں بحق ہوئے ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق غزہ پٹی میں نوے ہزار ٹن سے زائد دھماکہ خیز مادے برسائے گئے ہیں۔ ایک سوال جو ہر ایک حساس فرد کے ذہن میں ہے وہ یہ ہے کہ قطر کی ثالثی سے اگر یہ جنگ بندی ہوئی ہے تو اس میں اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟ غزہ کے تقریباً ۲۳ ر لاکھ افراد بے گھر ہو چکے ہیں اور اس حالیہ جنگ بندی معاہدہ کے مطابق جیسے جیسے حماس یرغمالیوں کو اسرائیل کے حوالے کر رہا ہے ویسے ویسے اسرائیلی افواج غزہ سے قسطوں میں واپس ہو رہی ہے۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ اس مرحلہ کو پورا ہونے میں مہینوں لگے گا اور اس وقت تک آسمان سے بم و بارود رک جائے لیکن زمین پر فلسطینی عوام کی صعوبتیں برقرار رہیں گی۔ اس لئے بین الاقوامی سطح پر حقوق انسانیت کے لئے کام کرنے والی رضا کار تنظیموں کو آگے آنا ہوگا کہ غزہ میں روزمرہ کی زندگی کو آسان کرنے کے لئے بنیادی ضروریات پوری کی جائیں۔ بین الاقوامی برادری کی جانب سے غزہ کے عوام کے لئے جو اشیائے خوردنی اور دوائیں بھیجی جارہی ہیں وہ بھی وہاں نہیں پہنچ پا رہی ہیں کہ اب بھی ہزاروں ٹرک کو غزہ میں داخل ہونے سے روکا جا رہا ہے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ جنگ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے اور حماس نے بھی اسرائیل میں جو غیر انسانی فعل انجام دیا اس کی بھی حمایت نہیں کی جاسکتی لیکن اسرائیل جس طرح گریٹر اسرائیل کا جغرافیائی نقشہ پیش کر رہا ہے اور اسے پورا کرنے کے لئے کسی حد تک جانے کو تیار ہے اس کو روکنے کے لئے حماس کے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی تو نہیں تھا۔ شام کی بحرانی سیاسی صورتحال سے فائدہ اٹھا کر اسرائیل جس طرح وہاں بھی قدم جمانا چاہتا ہے

صرف دھننجے منڈے ہی نہیں، بلکہ کابینہ کے ۶۵ ؍فیصد وزراء پر فوجداری مقدمات، داغدار وزراء کو برطرف کیا جائے: نانا پٹولے

کمبھ میلے میں عقیدت مندوں کی اموات کا ذمہ دار کون؟ موہن بھاگوت، مودی-یوگی کا استعفیٰ کیوں نہیں مانگتے؟

ممبئی/ناگپور: ریاستی وزیر برائے خوراک و شہری رسد دھننجے منڈے پر مسلسل سنگین الزامات عائد کیے جا رہے ہیں، لیکن مہاراشٹر کابینہ میں صرف دھننجے منڈے یا سنجے راٹھوڑ ہی نہیں بلکہ 65 فیصد وزراء ایسے ہیں جن پر مختلف جرائم کے مقدمات درج ہیں۔ اگر بھارتیہ جنتا پارٹی خود کو 'پارٹی وِد ڈیفرینس' کہتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ان تمام داغدار اور فوجداری مقدمات کا سامنا کرنے والے بدنام وزراء کو کابینہ سے برطرف کرے۔ یہ مطالبہ مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر نانا پٹولے نے کیا ہے۔ ناگپور میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے نانا پٹولے نے کہا کہ بیڑ ضلع کے مساجوگ کے سرپنچ سنتوش دیشمکھ اور پربھنی کے نوجوان سومناتھ سوریہ ونشی کی پولیس تشدد میں ہلاکتیں انتہائی افسوسناک ہیں۔ ان دونوں واقعات کے مجرموں کو ایسی سخت سزا دی جانی چاہیے کہ آئندہ ریاست میں اس طرح کے واقعات نہ ہوں، لیکن حکومت اس معاملے میں سنجیدہ موقف اختیار کرنے سے گریزاں نظر آتی ہے۔ مہاراشٹر میں بی جے پی کی قیادت والی حکومت دراصل مجرموں کی سرپرستی کرنے والی حکومت ہے، جہاں کئی وزراء پر سنگین مقدمات درج ہیں۔ وزیر اعلیٰ دیویندر فرنویس کو خود احتسابی کرنی چاہیے اور ریاست کی شبیہ خراب کرنے والے وزراء کو کابینہ سے باہر نکال دینا چاہیے، ایسا کہنا نانا پٹولے کا تھا۔ کسان بے حال، حکومت بے پرواہ ریاست میں بی جے پی حکومت عیش کر رہی ہے جبکہ عوام فاقہ کشی پر مجبور ہیں۔ زرعی

اجناس کی مناسب قیمت نہ ملنے کے باعث کسان شدید پریشان ہیں۔ سویابین، دھان، پیاز اور کپاس سمیت کسی بھی فصل کو مناسب قیمت نہ ملنے سے کسان تباہ ہو چکے ہیں اور روزانہ خودکشی کے واقعات رپورٹ ہو رہے ہیں۔ حکومت نے کسانوں کے بجلی بل معاف کرنے کا اعلان کیا تھا، لیکن اس کے باوجود کسانوں کو بجلی کے بل بھیجے جا رہے ہیں۔ بجلی کے نرخ بڑھا دیے گئے ہیں، ایس ٹی بسوں کے کرائے میں اضافہ کر دیا گیا ہے، جبکہ ریاست میں 24 لاکھ طلبہ نوکریوں کے لیے درخواستیں دے چکے ہیں، لیکن انہیں ملازمتیں نہیں مل رہیں۔ مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن حکومت ان مسائل پر توجہ دینے کے بجائے خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ کانگریس عوامی مسائل کو اجاگر کرتے ہوئے حکومت کو جوابدہ بنائے گی، نانا پٹولے نے یہ اعلان بھی کیا۔ کمبھ میلے میں عقیدت مندوں کی ہلاکتوں پر آر ایس ایس خاموش کیوں؟ پریاگ راج میں مہا کمبھ میلہ جاری ہے، جو عوام کے عقیدے، جذبات اور عقیدت کا مرکز ہے، لیکن بی جے پی حکومت نے اسے بھی ایک ایونٹ میں تبدیل کر دیا ہے۔ وی آئی پی کلچر کے نام پر وزیر اعظم نریندر مودی اور اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کے بڑے بڑے بینرز لگائے گئے ہیں۔ اس دوران بھگدڑ مچنے کے باعث کئی عقیدت مندوں کی جانیں چلی گئیں، لیکن بی جے پی حکومت نے کووڈ-19 کے دوران اموات چھپانے کی طرح اب بھی مرنے والوں کی اصل تعداد کو چھپانے کی پالیسی اپنائی ہے اور صحیح معلومات منظر عام پر نہیں آنے دی جا رہیں۔ شنکر آچاریہ نے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کے استعفے کا مطالبہ کیا ہے، لیکن آر ایس ایس اور سرسنگھ چالک موہن بھاگوت اس پر خاموش کیوں ہیں؟ انہوں نے مودی-یوگی کے استعفے کا مطالبہ کیوں نہیں کیا؟ نانا پٹولے نے یہ تلخ سوال اٹھایا۔

سیف علی خان کا حملہ آور شریف الاسلام ہی تھا

فنگر پرنٹ رپورٹ مثبت، سی ٹی وی فوٹیج میں بھی تصویر کی تصدیق

ممبئی: فلم اداکار سیف علی خان کے حملہ آور بنگلہ دیشی شریف الاسلام کی انگلیوں کے نشان کی رپورٹ اس سے مشابہت رکھتی ہے اس کے ساتھ ہی سی سی ٹی وی فوٹیج میں بھی اس کا چہرہ شریف الاسلام کا ہی ہے ایسے صورتحال میں اب یہ واضح ہوگیا ہے کہ شریف الاسلام نے ہی باندرہ میں سیف علی خان کے گھر میں گھس کر اس پر قاتلانہ حملہ کیا تھا اور فرار ہوگیا تھا، یہ الزام عائد کیا جارہا تھا کہ سیف علی خان پر حملہ کرنے والا شریف الاسلام نہیں بلکہ کوئی دوسرا ہے یہ سراسر غلط ہے جبکہ اب فنگر پرنٹ رپورٹ بھی مثبت ہے اور سی سی ٹی وی فوٹیج سے جب شریف الاسلام کا معائنہ کیا گیا تو سی سی ٹی وی فوٹیج میں شریف الاسلام ہی نظر آرہا ہے ممبئی پولیس کے پاس سیف علی خان کے حملہ آور کی 100 سے زائد فوٹیج اور سی سی ٹی وی فوٹیج ہے اور ان تمام کا باریکی سے جائزہ اور معائنہ کیا گیا اور شریف الاسلام کی شکل مساوی پائی گئی ہے اور یہ واضح ہوچکا ہے کہ شریف الاسلام نے ہی گھر میں داخل ہوکر چوری کی واردات انجام دینے کے ساتھ سیف علی خان پر حملہ بھی کیا تھا شریف الاسلام کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ جس گھر میں وہ چوری کرنے والا ہے وہ گھر فلمی اداکار سیف علی خان کا ہے جب اسے یہ بات معلوم ہوئی کہ جس اس پر قاتلانہ حملہ کیا وہ سیف علی خان ہے تو اس نے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش شروع کردی وہ اپنے گاؤں بنگلہ دیش فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پولیس نے اسے گرفتار کرلیا۔

مہا کمبھ بھگدڑ حادثہ: اکھلیش یادو کا اموات کی درست تعداد چھپانے کا الزام

لکھنؤ: (آئی این ایس انڈیا) سماج وادی پارٹی کے سربراہ اکھلیش یادو نے جمعہ کو یوپی حکومت سے مہا کمبھ میں متاثرہ عقیدت مندوں کو طبی خدمات، کھانا اور کپڑے فراہم کرنے کے لیے کہا ہے۔ اکھلیش کا یہ تبصرہ اس وقت آیا جب بدھ کو مہا کمبھ کے سنگم علاقے میں لاکھوں عقیدت مندوں کے اسنان کے لیے جگہ [illegible] سادھو سنت بھی یہی تصدیق کر رہے ہیں۔ اسی ضمن میں مہا کمبھ میں انتظامات کے حوالے سے ریاستی حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے اکھلیش یادو نے ایکس پر ایک پوسٹ میں کہا کہ کھانا اور پانی کے لیے دن رات مختلف جگہوں پر ڈھابے کھولنے اور بھنڈارے کرنے کی اپیل کی جانی چاہیے۔ انہوں نے اسی [illegible]

سونیا گاندھی صدر جمہوریہ اور آدی باسی سماج سے معافی مانگیں: جے پی نڈا

نئی دہلی: (آئی این ایس انڈیا) بی جے پی کے قومی صدر جے پی نڈا نے سونیا گاندھی سے صدر جمہوریہ دروپدی مرمو سے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا ہے۔ پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن کے پہلے دن صدر جمہوریہ ہند روپدی مرمو کے افتتاحی خطاب پر کانگریس کی سینئر لیڈر سونیا گاندھی کے تبصرہ کے بعد سیاسی گھمسان مچا ہوا ہے۔ بی جے پی نے جہاں اس تبصرہ کی تنقید کی۔ وہیں، راشٹرپتی بھون نے اس تبصرہ کو بدقسمتی والا قرار دیا۔ وہیں اب بی جے پی کے قومی صدر جگت پرکاش نڈا نے بھی سوال اٹھایا ہے۔ جے پی نڈا نے سونیا گاندھی کے بیان کی سخت مذمت کی ہے۔ بی جے پی کے قومی صدر جے پی نڈا نے کہا کہ جان بوجھ کر ایسے الفاظ کا استعمال کانگریس پارٹی کی اشرافیہ، غریب مخالف اور قبائلی مخالف سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔

شام میں امریکی بمباری کا سلسلہ جاری، القاعدہ کا سینئر اہلکار ہلاک

دمشق: امریکہ نے شام میں بمباری کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ اس نے القاعدہ کے سینئر اہلکار کو ہلاک کر دیا ہے۔ امریکی فوج کے مطابق یہ بمباری جمعرات کے روز شمال مغربی شام میں کی گئی ہے۔ امریکہ کی شام میں بمباری کا یہ سلسلہ اس جنگی آپریشنز کے منصوبے کا حصہ ہے جس کے تحت علاقہ سے جنگجو گروپوں کا خاتمہ کرنا امریکہ نے اپنا ہدف بنا رکھا ہے۔ امریکی سینٹرل کمانڈ کی طرف سے جاری کیے گئے بیان میں کہا گیا ہے کہ بمباری کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے القاعدہ اہلکار کا نام محمد صلاح الزبیر تھا۔

انجینئر رشید کی جیل میں بھوک ہڑتال
لال چوک سے پارٹی کارکنان حراست میں

نئی دہلی/سری نگر: (آئی این ایس انڈیا) جموں و کشمیر کے بارہمولہ سے رکن پارلیمنٹ انجینئر رشید نے تہاڑ جیل سے بھوک ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔ دوسری طرف کشمیر کے سری نگر کے لال چوک پر پولیس نے جمعہ کو انجینئر رشید کی عوامی اتحاد پارٹی کے کئی کارکنوں کو حراست میں لے لیا۔ پارٹی کارکنان اپنے صدر کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے طے شدہ بھوک ہڑتال پر بیٹھنے والے تھے۔ اے آئی پی کے ترجمان فردوس بابا نے کہا کہ پارٹی کارکنوں نے جمعہ کی صبح بھوک ہڑتال کرنے کے لئے لال چوک میں جمع ہونے کی کوشش کی؛ لیکن پولیس نے انہیں حراست میں لے لیا۔ اے آئی پی نے جمعرات کو اعلان کیا کہ اس کے جیل میں بند صدر انجینئر رشید جو بارہمولہ پارلیمانی سیٹ سے رکن پارلیمنٹ ہیں، پارلیمنٹ کے آئندہ بجٹ اجلاس میں شرکت سے انکار کے خلاف احتجاج کے لیے بھوک ہڑتال شروع کریں گے۔ جموں و کشمیر کے ایم پی انجینئر رشید نے بدھ کے روز دہشت گردی کیلئے مبینہ فنڈنگ کے معاملے میں عبوری ضمانت کے لیے دہلی ہائی کورٹ سے رجوع کیا۔ انجینئر رشید نے اس بنیاد پر عبوری ضمانت کی درخواست کی کہ وہ پارلیمنٹ کے آئندہ بجٹ اجلاس میں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ انجینئر رشید 2024 کے لوک سبھا

'اُدھار کی زندگی'

پھر وہی داستان، تنہا رہ گیا باغباں

سفر کی لائیو کہانی

سندیپ کالے
sandip98868@gmail.com
9890098868

میں اپنے میرین ڈرائیو والے دفتر میں کام میں بہت مصروف تھا۔ جب گھڑی دیکھی تو رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ کام ختم کر کے میں باہر نکلا۔ ہمیشہ کی طرح ملابار ہل میں گگن بھائی کے گھر رکنے کا ارادہ کیا تھا۔ میں ٹیکسی کی تلاش میں سڑک پر آگے بڑھا۔ تھوڑی دور جانے پر، سڑک کے کنارے ایک پولیس کی گاڑی کھڑی دکھائی دی۔ گاڑی سے ایک پولیس والا باہر نکلا اور فٹ پاتھ پر بڑی بوریاں لے کر بیٹھے ایک شخص کے پاس گیا۔ اس نے کہا، "دے دے بابا، تمباکو۔"

تمباکو مسلتے ہوئے پولیس والا بولا، "ارے بابا، تم ابھی تک زندہ ہو؟ یہ بات گھر والوں کو بتائی یا نہیں؟" سامنے بیٹھے شخص نے چہرے پر فکر لاتے ہوئے "نہیں" کہہ کر سر ہلا دیا۔

"جا بابا، گھر جا۔ اور کتنے دن ایسے پہچان چھپا کر جیئے گا؟" یہ کہتے ہوئے وہ پولیس والا گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔

میں اس شخص کے پاس پہنچا۔ یہ صاف لگ رہا تھا کہ وہ کسی پریشانی میں جی رہا ہے۔ پاس رکھی پانی کی بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے اس سے پوچھا، "پانی ملے گا پینے کے لیے؟"

اس شخص نے بغیر کسی توقف کے بوتل میری طرف بڑھا دی۔ پانی پینے کے بعد میں نے کہا، "کاکا، میں نے پولیس والوں کو بات کرتے سنا۔ اصل میں معاملہ کیا ہے؟"

تھوڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ وہ بولا، "کچھ نہیں صاحب۔ وہ میرے جاننے والے ہیں، اس لیے یوں ہی بات کر رہے تھے۔"

میں نے اس شخص سے اس کی شناخت، وہ وہاں کتنے دنوں سے ہے اور اسے کتنی تنخواہ ملتی ہے، ان سب کے بارے میں پوچھنا شروع کیا۔ میں نے اپنا بیگ ان بوریوں پر رکھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد، اس نے اپنی زندگی کی پچھلی کہانی سنائی، جو خوفناک تھی۔ اب وہ سب کچھ بھول کر ممبئی میں خوشی سے دن گزار رہا ہے، لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

اس شخص کا نام ونود کمار مشرا تھا۔ مشرا بہار کے قدیم شہر ویشالی میں رہتے تھے۔ انہوں نے سائیکل رکشہ چلا کر اپنے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کو تعلیم دی، ان کی شادیاں کروائیں اور انہیں خود مختار بنایا۔ ساٹھ سال کی عمر گزر چکی تھی، پھر بھی مشرا رکشہ چلانے کا کام کر رہے تھے۔

ایک دن مشرا کے رکشے کا اسکول کی بس سے حادثہ ہوگیا اور ان کا رکشہ ایک بڑے نالے میں جا گرا۔ مشرا کو باہر نکالتے وقت ان کے دونوں پیروں پر گہری چوٹیں آئیں۔ اس کے بعد گھر میں بچوں اور بہوؤں کے درمیان ذمہ داریوں کو لے کر روز لڑائیاں ہونے لگیں۔ آخرکار، یہ لڑائیاں اتنی بڑھ گئیں کہ بچوں نے الگ الگ رہنے کا فیصلہ کرلیا۔ جن بچوں کے لیے انہوں نے اپنی پوری زندگی قربان کردی، ان کا ایسا رویہ مشرا کے لیے ناقابل برداشت تھا۔

حادثے کے بعد مشرا گھر میں ہی پڑے رہے۔ آہستہ آہستہ ان کی صحت میں بہتری آئی۔ تبھی کورونا کی وبا شروع ہوگئی۔ مشرا اور ان کی بیٹی کاویری دونوں سرکاری اسپتال میں داخل ہوگئے۔ اس وقت سخت لاک ڈاؤن نافذ تھا۔ کئی دنوں تک کسی کا کسی سے رابطہ نہیں ہو پایا۔ اسپتال میں لوگ مرنے لگے اور لاشوں کو اٹھانے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ مشرا اور ان کی بیٹی جس سرکاری اسپتال میں داخل تھے، وہاں کئی لوگوں کی موت ہوگئی تھی۔ مشرا نے بتایا، "ضلع اسپتال میں تقریباً ساڑھے چار سو لوگ تھے۔ ان میں سے زیادہ تر کو ڈاکٹروں نے مردہ قرار دے دیا۔ میرے گھر والوں کو لگا کہ ان مردوں میں میں اور میری بیٹی بھی شامل ہیں۔"

"ایک دن ایسا آیا جب اسپتال میں کوئی بھی ڈاکٹر نہیں آ رہا تھا۔ سرکاری عملہ خالی گاڑیوں میں آتا اور لاشوں کو اٹھا کر لے جاتا۔ میری بیٹی کاویری تین دن تک ایک کونے میں پڑی رہی۔ اس کی بے جان لاش کے پاس جانے کی میری ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ آخرکار، میں نے اس کے پیروں پر سر رکھ کر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ اتنا رویا کہ آنکھوں کے آنسو خشک ہو گئے اور بدبو سے ناک جلنے لگی۔ زندہ لوگ بھی وہ بھیانک مناظر دیکھ کر اپنی جان دے رہے تھے۔"

"جہاں بھی نظر جاتی، وہاں صرف لاشیں ہی نظر آتی تھیں۔ میری بیٹی کی موت کی خبر گھر والوں کو مل چکی تھی، لیکن یہ دیکھنے کوئی نہیں آیا کہ میں زندہ ہوں یا نہیں۔ آخرکار، میں اس اسپتال سے باہر نکل آیا۔ گھر پر اب کوئی نہیں تھا۔ میری چھوٹی بیٹی، جو کبھی کبھی مجھے دکھائی دیتی تھی، وہ بھی اب اس دنیا میں نہیں تھی۔ خودکشی کے خیالات بار بار دماغ میں گھومتے رہے، لیکن خود کو ختم کیوں کروں، اس کا جواب نہیں مل رہا تھا۔"

"ایک دوا کی گاڑی کے ذریعے میں ویشالی کے قریب بھگوان پور نامی چھوٹے سے شہر پہنچا۔ میں نے اپنی شناخت کسی کو نہیں بتائی اور ایک مندر میں تین ماہ تک رہا۔ اس دوران، میں نے اپنے بچوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ جب مجھے ان کی حالت کے بارے میں پتہ چلا، تو مجھے بڑا دھچکا لگا۔"

"میرے تینوں بیٹے دوبارہ ایک ہو گئے تھے۔ انہیں یہ احساس ہوگیا تھا کہ والد نے جو کچھ سکھایا تھا، وہ ہم بھول گئے تھے۔ والد کی روح کو سکون ملے، اس لیے انہوں نے دوبارہ ایک ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا۔ میرے پورے خاندان نے دوبارہ ایک ہو کر رہنا شروع کر دیا۔ یہ خبر سن کر میں جذباتی ہو گیا۔"

"مجھے لگا کہ اب بچوں کو اپنی زندگی میں خوش دیکھ کر مجھے گھر لوٹ جانا چاہیے اور انہیں خوشگوار حیرت دینی چاہیے۔" لیکن تبھی ان کے دل میں خیال آیا، "میرے نہ ہونے کی وجہ سے ہی میرے بچوں نے ایک ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر میں واپس گیا، تو شاید وہ دوبارہ بکھر جائیں گے۔"

اس خیال نے انہیں دو تین دنوں تک پریشان رکھا۔ آخرکار، انہوں نے اپنے بچوں کے پاس نہ جانے کا فیصلہ کیا اور مندر میں ہی رہنے کا ارادہ کیا۔ کچھ دنوں بعد، جب انہیں وہاں ایک جان پہچان والا شخص دکھائی دیا، تو ان کا ارادہ اور پختہ ہوگیا۔ انہوں نے وہاں سے نکل کر ممبئی کا رخ کیا۔

مجھ سے بات کرتے ہوئے مشرا کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔ انہیں اپنے نواسے اور ننھے بچوں کی یاد آ رہی تھی۔ میں نے مشرا سے پوچھا، "اس عمر میں ممبئی میں کام کیسے ملا؟"

مشرا نے کہا، "صاحب، کچھ خاص نہیں۔ شروع کے تین دن ہوٹل کے باہر بھیک مانگ کر کھانا کھایا۔ ہماری بلڈنگ میں رہنے والے وزیر صاحب نے کہا، 'بھیک کیوں مانگ رہے ہو؟ آؤ، تمہیں کام دیتا ہوں۔' تب سے میں یہاں کام کر رہا ہوں۔"

ہماری بات چیت کے دوران قریب میں سویا ہوا ایک شخص اٹھ کر بولا، "بابا، اگر یہیں مر گئے تو آپ کا کیا ہوگا؟ آپ کے گھر والوں کو کون اطلاع دے گا؟"

مشرا نے پرسکون لہجے میں کہا، "ان کے لیے تو میں پہلے ہی مر چکا ہوں۔" رات کے ساڑھے گیارہ بجے تک فٹ پاتھ پر صرف میں اور مشرا تھے۔ گزشتہ چار گھنٹوں میں وہاں چھ لوگ آ کر سو چکے تھے۔ کوئی ایم ایل اے رہائش میں جگہ نہ ملنے سے آیا تھا، تو کوئی ہوٹل کا خرچ نہ اٹھا پانے سے۔ کچھ لوگ صبح کی ٹرین پکڑنے والے تھے اور کچھ مزدور صبح کی ڈیوٹی پر جانے والے تھے۔

مشرا نے کہا، "یہ بھیڑ یہاں روز ہوتی ہے۔ ممبئی میں شروع میں مجھے بھی سونے میں بہت پریشانی ہوئی۔ اس لیے میں نے مالک سے درخواست کی تھی کہ ضرورت مندوں کی مدد کی جائے۔ مالک نے کہا، 'کرو، لیکن گیٹ کے باہر۔' یہاں سب ایک جیسے ہیں بی اوپر آسمان اور نیچے زمین۔ جب زمین پر سوتے ہیں، تو غرور ختم ہوجاتا ہے۔"

مشرا کی بات سن کر میں نے کہا، "آج میں بھی یہیں سوتا ہوں، دیکھتا ہوں نیند آتی ہے یا نہیں۔" میں تھوڑا لمبا ہو کر لیٹ گیا، تو مشرا بولے، "صاحب، یہاں مت سوئیے، مچھر ہیں۔" لیکن میں نے ان کی بات نہیں سنی۔ یہ دیکھ کر وہ بھاگ کر اپنے کمرے سے کپڑوں کی ایک گٹھری لائے اور اسے میرے سر کے نیچے رکھ دیا۔

اس لمحے میں نے سوچا، "کیسے لوگ ہوتے ہیں، جو فٹ پاتھ پر سوتے ہیں، لیکن ان کا دل آسمان کی طرح وسیع ہوتا ہے۔" ایسا سوچتے سوچتے، مجھے کب نیند آ گئی، پتہ ہی نہیں چلا۔

صبح اٹھ کر دیکھا تو وہاں صرف میں تھا۔ مشرا قریب میں درختوں کو پانی دے رہے تھے۔ انہوں نے دور سے "شُب صباح" کہا اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔

دفتر کی جانب بڑھتے ہوئے میرے دماغ میں ایک ہی خیال تھا بی کچھ لوگ اپنے خاندان اور معاشرے کے لیے کتنے حساس ہوتے ہیں! وہ اپنی زندگی ادھار لے کر دوسروں کی بھلائی کے لیے جیتے ہیں۔ ان کے رویے سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ہمارا وجود دوسروں کو کچھ دینے کے لیے ہے۔ کیا آپ کو بھی ایسا محسوس ہوتا ہے؟

ماں دعا ہے جو سدا سایہ فگن رہتی ہے

تحریر: رغیب الرّحمٰن انعامدار
معاون معلم، بلال اردو پرائمری اسکول، گیورائی، ضلع بیڑ، مہاراشٹر
موبائل: 8766787156

اللہ، جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، جس کی محبت ہر لمحے ہماری سانسوں میں گھلی ہوئی ہے، جیسے زمین کی رگوں میں زندگی کا پانی بہتا ہے۔ اس کی رحمت اس کائنات کی سب سے حسین حقیقت ہے، ایک نرم چادر کی مانند جو ہر درد و غم کو ڈھانپ لیتی ہے۔ وہی اللہ جو زمین و آسمان کا مالک ہے، جس کے حکم سے چمکتا سورج روشنی بکھیرتا ہے، جیسے صبح کی پہلی کرنیں تاریکی کو چیر کر نئی امید لے آتی ہیں۔ اسی کے اشارے سے بہتے دریا سمندر سے جا ملتے ہیں، جہاں ہر قطرہ اپنی منزل کی جانب بڑھتا ہے، جیسے ہم زندگی کی راہوں میں اپنی منزل کی تلاش میں ہیں۔ وہ اللہ، جو ماں کے نرم ہاتھوں میں شفقت رکھتا ہے، جیسے پہلو میں بسا ہوا کوئی خواب۔ جو باپ کی پیشانی پر ذمہ داری کی چمک سجاتا ہے، جیسے سورج کی روشنی زمین کو جلا بخشتی ہے، اور جو معصوم بچے کی مسکراہٹ میں امید کی کرن جگاتا ہے، جیسے بہار کی پہلی ہوا میں کھلتے پھولوں کی خوشبو ہر سو پھیل جاتی ہے۔ وہی اللہ ہے جو دلوں کی اندھیری راتوں میں دعا کے چراغ روشن کرتا ہے، جیسے تاریک آسمان میں چمکتے ستارے ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ اس کے فضل سے دن کی روشنی میں زندگی کا ساز بجتا ہے، جیسے ہر صبح نئی امید کے ساتھ آتی ہے، اور رات کی تاریکی میں سکون کے سائے بچھتے ہیں، جیسے ایک مسافر کو تھکن بھلانے کی جگہ مل جائے۔ وہ بیقرار دلوں کو قرار دیتا ہے، جیسے ایک سرد رات میں گرم چادر کی آغوش، جو ٹوٹے ہوؤں کو جوڑتا ہے، جیسے درخت کی جڑیں زمین میں پیوست ہو کر ایک نئی زندگی کی نوید دیتی ہیں۔ وہ جو بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھاتا ہے، جیسے روشنی کی کرنیں اندھیرے میں منزل کی طرف رہنمائی کرتی ہیں، اور جو گناہگاروں کے لیے رحمت کے دروازے کھولے رکھتا ہے، جیسے بارش کے بعد زمین کو سیراب کرنے والی بوندیں۔ اللہ وہ ہے جس نے ہمیں ماں کی محبت عطا کر کے اس دنیا کی سب سے مقدس اور بیلوث محبت کا تحفہ دیا ہے، جس نے ہمیں ایک ایسا رشتہ عطا کیا ہے جو کسی بھی دنیاوی رشتے سے زیادہ پاکیزہ، زیادہ گہرا، اور زیادہ بیمثال ہے۔ اللہ کی محبت ایک سمندر کی مانند ہے، جو کبھی ختم نہیں ہوتی، ہر ایک کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیتی ہے، جیسے زمین اپنے بوجھ کو سہارا دیتی ہے۔ اس کی رحمت ایک پھول کی مانند ہے، جو ہر موسم میں کھلتا ہے، اور ہر دل کی گہرائیوں میں امید کی خوشبو بکھیرتا ہے۔ وہی محبت ہے جو ہمیں سکھاتی ہے کہ ہم کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آئیں، جیسے پھول ایک باغ میں ایک دوسرے کے ساتھ کھلتے ہیں، اور ہر خوشبو اپنی جگہ پر بکھرتی ہے۔ اللہ، جو ہمارا سب سے بڑا سہارا ہے، وہی ہمارے دل کی دھڑکنوں میں بسا ہوا ہے، ہماری زندگیوں کے ہر پل کو اپنی رحمت سے بھر دیتا ہے، اور ہمیں اپنی محبت کی چھاؤں میں رکھتا ہے، جیسے آسمان کی وسعتوں میں بکھرے ہوئے ستارے ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی محبت کی نشانیاں ہیں، جو ہمیں ہر لمحہ یاد دلاتی ہیں کہ ہم کبھی بھی اکیلے نہیں ہیں، ہمیشہ اس کی محبت اور رحمت ہمارے ساتھ ہے۔ اس کی محبت میں سچائی ہے، اور اس کی رحمت میں بے انتہا وسعت، جو ہر دل کو تسکین عطا کرتی ہے اور ہر آنکھ کو روشنی بخشتی ہے۔ اور بے شمار درود و سلام ہو نبی کریم، رحمتِ عالم، سید الانبیائ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر، جنہوں نے ہمیں محبت، ایثار اور رحمت کی وہ راہیں دکھائیں جن پر چل کر ہم اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت وہ نور ہے جو اندھیروں میں راستہ دکھاتا ہے، وہ چراغ ہے جس کی روشنی کبھی ماند نہیں پڑتی، اور وہ خوشبو ہے جو ہر دور میں دلوں کو معطر کرتی رہے گی۔ آپ ﷺ نے ہمیں سکھایا کہ ماں کے قدموں میں جنت ہے، کہ ماں کی خدمت دنیا کی سب سے بڑی سعادت ہے، اور کہ ماں کی دعا زندگی کے ہر دروازے کو کھولنے والی کنجی ہے۔ ماں۔۔۔۔۔۔ وہ ہستی جو اللہ کی رحمت کا سب سے حسین مظہر ہے! وہ جو اپنے وجود میں محبت کی تفسیر سموئے ہوئے ہے، جو اپنی آغوش میں جنت کی خوشبو رکھتی ہے۔ اگر اللہ کی محبت بے کنار سمندر ہے، تو ماں کی محبت وہ دریا ہے جو اپنی اولاد کے دلوں میں سکون کی لہریں پیدا کرتا ہے۔ اگر اللہ کی رحمت وہ بادل ہے جو ہر پیاسے پر برستا ہے، تو ماں کی محبت وہ چھاؤں ہے جو زندگی کی جھلستی دھوپ میں ٹھنڈک بخشتی ہے۔ ماں وہ درخت ہے جس کی چھاؤں میں بچپن پلتا ہے، جس کے سائے میں جوانی سنورتی ہے، اور جس کی دعاؤں کے حصار میں زندگی پروان چڑھتی ہے۔ ماں وہ چراغ ہے جو خود جل کر ہماری راہوں کو روشن کرتا ہے، ٭ وہ دعا ہے جو سدا سایہ فگن رہتی ہے ٭ اور بنا مانگے بھی ہمارے حق میں قبول ہوتی ہے، اور وہ سایہ ہے جو ہمیں دنیا کی تپتی دھوپ میں ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ یہ ماں ہی ہے جو راتوں کو جاگ کر ہماری نیندوں کی حفاظت کرتی ہے، جو خود تکلیف سہہ کر بھی ہمیں آرام میں دیکھ کر خوش ہوجاتی ہے، جو خود بھوکی رہ کر بھی ہمارے لیے بہترین کھانے کا بندوبست کرتی ہے، اور جو اپنی ہڈیوں کا گودا جلا کر ہمیں زندگی کے اندھیروں سے روشنی تک پہنچاتی ہے۔ لیکن۔۔۔۔۔۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے سروں پر ماں کی شفقت بھری چادر نہیں رہی، جن کے دلوں میں وہ پیار بھری سرگوشیاں اب سنائی نہیں دیتیں، جن کی راتیں ماں کی لوریوں کے بغیر سونی ہو چکی ہیں، اور جن کی دنیا سے وہ سایہ اٹھ چکا ہے جو ہر دکھ، ہر تکلیف، اور ہر خوف کو اپنے دامن میں چھپا لیتا تھا۔ وہ بچہ جو ابھی بولنا بھی نہیں جانتا، جس کی ننھی سی دنیا بس ماں کی آغوش تک محدود ہوتی ہے، جب اس سے ماں چھن جاتی ہے، تو اس کی بیقراری کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ وہ راتوں کو جاگتا ہے، سسکیاں لیتا ہے، ماں کے لمس کی تلاش میں اپنے ننھے ہاتھ ہوا میں لہراتا ہے، مگر وہ نرم ہتھیلی، جو ہر تکلیف میں اس کی پیشانی پر سکون کا لمس رکھتی تھی، ہمیشہ کے لیے چھن چکی ہوتی ہے۔ وہ چہرہ، جو ہر وقت شفقت بھری مسکراہٹ سے اسے دیکھتا تھا، اب محض ایک دھندلا عکس بن چکا ہوتا ہے، جو وقت کے ساتھ یادوں میں تحلیل ہوتا جاتا ہے۔ وہ بچہ جو دنیا کی سختیوں سے بےخبر تھا، جو ہر تکلیف میں اپنی ماں کی گود میں پناہ ڈھونڈتا تھا، جب اسے وہ محفوظ پناہ گاہ نہیں ملتی، تو وہ ایک بےبس پرندے کی طرح ہر چہرے میں اپنی ماں کو تلاش کرنے لگتا ہے۔ جب اسے کوئی گود میں اٹھاتا ہے، تو وہ ایک پل کے لیے سکون محسوس کرتا ہے، مگر اگلے ہی لمحے اس کی معصوم آنکھیں کسی اور کو نہیں، اپنی ماں کو ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں۔ وہ ہر نرم لمس کو ماں کے لمس کی طرح محسوس کرنا چاہتا ہے، مگر جلد ہی اسے احساس ہوجاتا ہے کہ یہ وہ لمس نہیں جو اسے سکون دے سکتا تھا، جو اسے دنیا کے ہر خوف سے محفوظ رکھتا تھا، جو اسے بھوک میں تسلی دیتا، نیند میں دعائیں دیتا، اور ہر لمحے اپنی محبت کی چھاؤں میں رکھتا۔ پھر ایک دن وہ بچہ بڑا ہو جاتا ہے۔ وقت اسے دنیا کے طور طریقے سکھا دیتا ہے، لیکن وہ خلا، جو ماں کی جدائی نے اس کے دل میں پیدا کیا تھا، کبھی نہیں بھرتا۔ وہ جتنا بھی آگے بڑھ جائے، جتنی بھی کامیابیاں حاصل کرلے، وہ ماں کی محبت کے بغیر ہمیشہ ادھورا ہی رہتا ہے۔ وہ کتنا ہی خوش نظر آئے، مگر اس کی خوشیوں کے بیچ ہمیشہ ایک کمی سی رہتی ہے۔ وہ کتنا ہی مضبوط بننے کی کوشش کرے، مگر کبھی کبھار رات کے سناٹے میں، تنہائی کے عالم میں، وہ بچپن کی طرح سسکیاں لے کر روتا ہے، وہ تکیے میں منہ چھپا کر اپنی ماں کو پکارتا ہے، وہ ان لمحوں کو یاد کرتا ہے جب ماں کے نرم ہاتھ اس کے سر پر رکھے جاتے تھے، جب اس کے رونے پر ماں کی پریشان آنکھیں فوراً اسے چپ کرانے آجاتی تھیں، جب اس کی چھوٹی سی تکلیف پر ماں کی دعائیں پہاڑوں کو بھی ہلا دینے والی ہوا کرتی تھیں۔ اور وہ جوان، جو دنیا کے ہر طوفان سے لڑ سکتا تھا، مگر جب اس کی ماں دنیا سے چلی جاتی ہے، تو وہ ایسا ٹوٹتا ہے کہ پھر کبھی مکمل نہیں ہو پاتا۔ وہ کتنا ہی بہادر ہو، مگر جب وہ بیمار ہوتا ہے، تو اسے کوئی ایسا نہیں ملتا جو اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہے: بیٹا، فکر نہ کر، میں ہوں نا! جب وہ کسی مشکل میں ہوتا ہے، تو اسے کوئی ایسا نہیں ملتا جو رات کی تاریکی میں اس کے لیے سجدے میں جا کر دعا کرے۔ جب وہ کسی کامیابی پر خوش ہوتا ہے، تو اسے وہ آنکھیں نظر نہیں آتیں جو فخر سے نم ہو جایا کرتی تھیں۔ جب وہ تھک ہار کر گھر آتا ہے، تو اسے وہ آواز نہیں سنائی دیتی جو ہر پریشانی کو لمحے بھر میں مٹا دیا کرتی تھی۔ ماں کے بغیر دنیا ایک ویران جنگل بن جاتی ہے، جہاں ہر راہ پر اندھیرا ہوتا ہے، ہر موڑ پر تنہائی کھڑی ہوتی ہے، ہر لمحہ ایک خلا سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ گھر، جو کبھی جنت کی مانند تھا، ماں کے جانے کے بعد ایک خاموش قبرستان سا محسوس ہونے لگتا ہے۔ وہ دروازہ، جو ہر شام مسکراتی آنکھوں کے ساتھ کھلتا تھا، اب خاموشی کی تصویر بن چکا ہوتا ہے۔ وہ کچن، جہاں سے ماں کی محبت میں ڈوبی خوشبو آتی تھی، اب ایک خالی کمرہ بن چکا ہوتا ہے جہاں صرف یادوں کے سائے رہ گئے ہوتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ تکلیف دہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب کوئی دوسرا اپنی ماں کو پکارتا ہے، اور وہ شخص جس کی ماں جا چکی ہے، بس خاموشی سے زمین کو گھورنے لگتا ہے۔ وہ اندر ہی اندر ٹوٹنے لگتا ہے، جیسے کسی نے اس کے دل کے سب سے نرم گوشے پر وار کر دیا ہو۔ وہ دنیا کے سامنے مسکرا سکتا ہے، مگر دل میں جو درد ہوتا ہے، وہ صرف وہی جانتا ہے۔ وقت گزر جاتا ہے، مگر یہ درد کبھی کم نہیں ہوتا۔ ماں کے بغیر ہر خوشی آدھی لگتی ہے، ہر دعا ادھوری محسوس ہوتی ہے، ہر کامیابی میں ایک خلش باقی رہ جاتی ہے۔ وہ شخص کتنا ہی کامیاب ہو، اگر اس کی ماں اس کے ساتھ نہیں، تو اس کی خوشیوں میں ایک نہ ختم ہونے والی اداسی بسی رہتی ہے۔ یہ دنیا ایک امتحان ہے، اور سب سے بڑی آزمائش ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کی مائیں اس دنیا سے جا چکی ہیں۔ وہ لوگ جواب کسی بھی خوشی میں اپنی ماں کے چہرے پر وہ چمک نہیں دیکھ سکتے، جواب کسی پریشانی میں ماں کے بازوؤں میں پناہ نہیں لے سکتے، جواب کسی بیماری میں ماں کی نرم انگلیوں کا لمس محسوس نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جواب اپنے سب سے قیمتی خزانے سے محروم ہو چکے ہیں، جواب زندگی کے ہر راستے پر ماں کی عدم موجودگی کا بوجھ اپنے دل میں لیے چل رہے ہیں۔ مگر یہ دنیا عارضی ہے، اور وہ ماں جو دنیا سے جا چکی ہے، وہ کہیں نہیں گئی، وہ اپنی دعاؤں میں ہمیشہ اپنے بچوں کے ساتھ رہتی ہے، وہ اپنی تربیت میں اپنی اولاد کے وجود میں زندہ رہتی ہے، وہ اپنی یادوں میں ہر لمحہ سانس لیتی ہے۔ اگر آپ کی ماں آج بھی آپ کے ساتھ ہے، تو یہ جان لیجیے کہ آپ خوش نصیب ہیں۔ اس کی موجودگی ایک ایسی دولت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اس کے لمس میں سکون، اس کی مسکراہٹ میں جنت کی جھلک، اور اس کی دعاؤں میں وہ تاثیر ہے جو مقدر بدل دیتی ہے۔ اس کے قدموں کے نیچے جنت کی بشارت ہے، اور اس کی رضا میں اللہ کی رضا۔ اس کے پاس بیٹھنا، اس کے ہاتھ تھامنا، اس کی آنکھوں میں خوشی دیکھنا یہی وہ لمحات ہیں جو کل کو قیمتی ترین یادیں بن جائیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ اسے پکاریں، تو صرف خاموشی آپ کا جواب دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ اس کے لمس کو محسوس کرنا چاہیں، تو صرف یادوں کی مہک باقی رہ جائے۔ آج جب وہ آپ کے ساتھ ہے، تو اس کی قدر کیجیے، اس کی خدمت کو سعادت جانیے، اور اس کی رضا کو اپنی سب سے بڑی کامیابی سمجھیے۔ اور اگر وہ اس دنیا سے جا چکی ہے، تو جان لیجیے کہ وہ جو ہر لمحہ آپ کے لیے دعائیں مانگتی تھی، آج وہ خود آپ کی دعاؤں کی محتاج ہے۔ اس نے اپنی ساری زندگی آپ کی خوشیوں پر نچھاور کردی، اب یہ آپ کی باری ہے کہ اس کی نیکیوں کو زندہ رکھیے، اس کے خوابوں کو حقیقت میں ڈھالیے، اور اس کے نام پر خیرات و صدقات کیجیے۔ اس کے سکھائے ہوئے اعمال کو اپنائیے، اس کی دعاؤں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیے، اور اس کی یاد کو اپنی نیکیوں کے ذریعے امر کیجیے، تاکہ اس کی روح جنت میں فخر سے مسکرائے۔ یہ دنیا عارضی ہے، لیکن ایک ماں کی محبت ہمیشہ کے لیے امر ہے۔ وہ جاتی ہے تو صرف جسمانی طور پر، مگر اس کی محبت، اس کی یادیں، اور اس کی نصیحتیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ اس کی آغوش کی گرمی تو شاید نصیب نہ ہو، مگر اس کی سکھائی ہوئی باتیں ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر راہ دکھاتی ہیں۔ وہ ہمیں زمین پر چھوڑ کر چلی جاتی ہے، مگر جنت میں ہمارا انتظار کرتی ہے۔ یا اللہ! ہمارے دلوں میں اپنی ماؤں کی بے پناہ محبت اور بے لوث قربانیوں کی قدر پیدا فرما۔ ہمیں یہ احساس عطا کر کہ جس ہستی نے ہمیں اپنی آغوش میں پالا، ہماری ہر تکلیف کو اپنی تکلیف جانا، اور راتوں کو جاگ کر ہمارے لیے دعائیں کیں، وہ محض ایک رشتہ نہیں بلکہ تیرے عرش سے نازل ہونے والی سب سے بڑی نعمت تھی۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا کر، تاکہ ہم اس کے جیتے جی اس کا حق ادا کر سکیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں صرف پچھتاوا باقی رہ جائے۔ اے میرے رب! اگر ہماری مائیں ابھی ہمارے ساتھ ہیں، تو ہمیں ان کے چہرے کی رونق بننے کی توفیق دے، ہمیں ان کے دل کا سکون اور ان کی مسکراہٹ کی وجہ بنا، ہمیں ایسا بنا کہ ہماری موجودگی انہیں راحت دے، نہ کہ پریشانی۔ ہمیں ہمت دے کہ ہم ان کے دکھوں کو سمجھ سکیں، ان کے کمزور ہاتھ تھام سکیں، اور ان کے بڑھاپے کا سہارا بن سکیں، جیسے انہوں نے ہمارے بچپن میں ہمارا سہارا بن کر ہمیں مضبوط کیا تھا۔ اے مہربان پروردگار! اگر ہماری مائیں اس دنیا سے جا چکی ہیں، تو ہمیں ان کے لیے سب سے زیادہ دعا کرنے والا بنا دے۔ ہمارے ہاتھوں کو اتنی توفیق دے کہ ہم ان کے نام پر صدقہ جاریہ کرتے رہیں، تاکہ ان کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے۔ ان کی روح کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے، ان کی قبر کی وحشت کو اپنی نورانی تجلی سے مٹا دے، اور انہیں ایسا مقام عطا کر کہ فرشتے بھی ان پر رشک کریں۔ آمین۔ یا اللہ! آج میری زبان تیری بارگاہ میں ایک ایسی ہستی کے لیے دعا گو ہے جس نے اپنی ساری زندگی میری خوشیوں پر نچھاور کردی، جو میرے ہر دکھ کو اپنی تکلیف سمجھتی تھی، جو میری مسکراہٹ کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار